

وَالْأَخْبَرُ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالًا
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمِنَّةُ

مجموعه

بَشَاهِدَاتُ نَائِمَةٍ

كامل منظوم



سراج بیلیکیشنز

۳۳۲ سراج و ملازکیٹ، ملیا محل، پتہ سراج، دہلی ۱۱۰۰۶

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُنَّ

مجموعہ
شہادت نامہ
کامل منظوم

سراج پبلی کیشنز

۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

فہرست مضامین

| تعداد | مضامین | صفحہ | تعداد | مضامین | صفحہ |
|-------|-----------------------------|------|-------|-----------------------------------|------|
| ۱ | شہادت نامہ | ۳ | ۱۱ | نوحہ ششم بیان حضرت زینبؓ | ۲۳ |
| ۲ | مرثیہ در بیان فرزند ان مسلم | ۱۲ | | در حال پسران خرد | |
| ۳ | نوحہ حضرت بانی سکینہؓ | ۱۶ | ۱۲ | نوحہ ہفتم بیان حضرت بانو در حال | ۲۵ |
| ۴ | نوحہ فاضل | ۱۷ | | علی اصغرؓ | |
| ۵ | سلام از محمد ابوطالب | ۱۹ | ۱۳ | نوحہ ہشتم حضرت فاطمہؓ | ۲۵ |
| ۶ | نوحہ بیان حضرت زینبؓ و | ۲۰ | ۱۴ | سبیل نامہ حضرت امام حسینؓ | ۲۶ |
| | حال حضرت امام حسینؓ | | ۱۵ | مرثیہ در بیان شیر کفیر امام حسینؓ | ۲۸ |
| ۷ | نوحہ دوم بیان حضرت بانو و | ۲۰ | ۱۶ | روایت شتر سوار بنی صغراؓ | ۳۰ |
| | در آمدن خط صغریؓ | | ۱۷ | مرثیہ در بیان امام زین العابدینؓ | ۳۸ |
| ۸ | نوحہ سوم بیان حضرت زینبؓ | ۲۲ | | و فرزند ان امام حسینؓ | |
| ۹ | نوحہ چہارم بیان حضرت فاطمہؓ | ۲۳ | ۱۸ | مرثیہ در بیان حضرت خروؓ | ۴۳ |
| ۱۰ | نوحہ پنجم بیان حضرت صغریؓ | ۲۳ | ۱۹ | کبوتر نامہ | ۴۵ |



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزمِ جہاں میں دھوم ہے ہم کئے حسین کی
 کیا سمجھے کوئی مومنو رتبہ حسین کا
 تختِ جگر حسین و حسن نورین ہیں
 سنے تھے کوئی بچے کے رونے کی جب صدا
 چلا کہ رو رہا ہے کوئی طفلِ نازنین
 راتوں کو اٹھ کے جوش میں محبوبِ کردگار
 آواز سنے تھے جو نواسوں کے رونے کی
 بیدار ہو سکے غیند سے روتا ہے زائرِ زار
 زندہ تھے جب جہاں میں شہنشاہِ دینی حسب
 سنے کا اجڑا ہے دن آیا جو عید کا
 چھوٹے بڑے مینے کے پیسے ہیں سب لباس
 اہل قریش کپڑے پہن کر کے آئیں گے
 آزدہ دیکھ دو نول کو شہ کو قلع ہوا
 یارب بہت صغیر ہیں دونوں یہ نازنین
 اتنے میں آئے حضرت جبریل تیز تر
 یارو یہ غمِ فزا ہے شہادتِ حسین کی
 فرماتے ہر گھڑی تھے یہ محبوبِ کبریا
 ہے نصفِ تنِ حسن میرا باقی حسین ہے
 بے چین ہو کے کہتے تھے سالارِ انبیاء
 لوصاحبِ خبیر کہ حسینؑ نہ ہو کہیں
 پھرتے تھے گرجہ سادہ زہرا کے بار بار
 فرماتے تھے پکار کے زہرا سے یوں نبی
 سمجھاؤ تاکہ جلد ہو دل کو میرے سراسر
 کرتے تھے عیدِ ماہِ محرم میں سب عرب
 حشر سے جا کے دونوں نواسوں کو کہا
 مانا پھرتے تھے ہمارے پاس
 مارے جیا کے ہم تو نہ مسجد میں جائیں گے
 درگاؤ کبیرا میں نبی نے یہ کی دعا
 پیغمبروں کے طور پر یہ واقف ذرا نہیں
 خلیہ بریں سے لائے دو لمبوں خوب تر

کرنے لگے یہ عرض رسالتاب ہے
 بتوں کو پانی میں وہیں حشر نے ڈال کر
 بولے صن کر رنگ میں سبز چلے
 محبوب کبریا نے جو پوچھا حسین کو
 چلے نکالے پانی سے جس وقت مصطفیٰ
 جب دونوں شاہزادے وہ جوڑی پہن چکے
 حشر نے پوچھا روتے ہو بھائی کیوں استقدر
 جوڑا پسند جس نے کیا سبز رنگ کا
 چاہا جو سرخ جوڑو کو حضرت حسین نے
 سلطان و دجہاں ہوئے سسکے یہ بقرار
 یہ عرض پھر حسین نے کی ہو کے چشم تر
 ہم کو بھی کوئی ناقلے آج نانا جان
 فرمایا اتنا کس لئے خاطر طول ہے
 یہ کہ کے ان کو دوش پہ اپنے بٹھالے
 پھر وہ میں نواسوں نے یہ پوچھا نانا جان
 فرمایا پھر بنتی نے کہ افسردہ دل نہ ہو
 پھر چلتے چلتے دھول حضرت سی یوں کہا
 جب دونوں شاہزادوں کی مرضی کو پا گئے
 حیرت ہوئی صحابہ کو یہ سال دیکھ کر
 یہ دونوں ہیں عزیز مجھے جان سے سوا
 کر پرورش یہ دونوں کو اس ناز و پیار سے
 جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا حبیب ہے

یہ دونوں جوڑے آب مصفا میں ڈالے
 پوچھا کے رنگ کو ناسا مغرب ہے پسر
 نانا ہمارے جوڑے کو دھانی بنائیے
 ہنس کر کہہ کہ جوڑا ہمارا تو سرخ ہو
 اک جوڑا سرخ دوسرے کا رنگ سبز تھا
 آنکھوں سے جبریل کے آنسو رول ہو کر
 جبریل عرض کرنے لگے ہاتھ جوڑ کر
 الماس پی کے رنگ زمر و سا ہووے گا
 یہ قتل ہو کے خون میں اپنے نہایتیں گے
 امت جو یاد آئی کب صبرا خست یار
 اہل مدینہ جاتے ہیں اونٹوں پر بیٹھ کر
 یمن کے آپ اٹھے شخصہ شاہ و دجہا
 ناقلہ تھارے واسطے حاضر رسول ہے
 ہنستے ہوئے مکان سے باہر نکل چلے
 پھر وہیں سواروں اونٹوں کی دیسیان
 اے نور عین زلفیں بسمیر کی تمام لو
 لوگوں کے اونٹ بولتے چلتے ہیں مصطفیٰ
 عاف عاف مہر اپنے منہ سے محمد پکاراٹھے
 فرمایا مصطفیٰ نے پھر آنکھوں میں اشک سر
 بیٹوں کو اپنے ان پر میں قربان کر دیا
 راہ خدا میں دے دیا امت کے واسطے
 دشمن جو ان کا ہے وہ جہنم نصیب ہے

اب سامین پہ کھل گیا رتبہ حسین کا
 جب مصطفیٰ کا ہو گیا اللہ سے وصال
 مارا علیؑ کو سجدے میں تلوار سے پلید
 چاروں کو جب زمین کے اندر سلاچنے
 نانا کو یاد کر کے کبھی اشک بار تھے
 کہتے تھے گاہ رو کے کہ اماں گئیں گزر
 تنہائی میں حسینؑ کو چاروں کا سوگ تھا
 آئی بڑا ارادہ سوئے کر بلا کرو
 یہ سننے ہی حسینؑ نے ہمشیر سے کہا
 زینبؑ یہ سیکے کہے لنگیں کر کے شور و شین
 نزدیک پہنچے جس گمراہی قبر شریف کے
 پھر اہارا آخری اب لیجئے نبیؐ
 پانی نہ پاؤں واں تو نہ گھبراؤں پیاس سے
 نالہ بلند جب ہوا زہرا کے ماہ کا
 نانا سے جب حسینؑ کو رخصت ہوئی عطا
 رخصت طلب جواں سر کئے بیقرار ہو
 زہرا کی یوں صدا ہوئی لخت جگر مرے
 روضہ پہ پھر من کے گئے رشاہ دو جہاں
 رو کر کہا کہ چھوڑتے ہیں ہم مدینہ کو
 اک عشق چھوٹے بھائی سحر حسنؑ کو تھا
 آواز دی کہ ساتھ تمہارے نبیؐ بھی ہیں
 پھر آئے سب قریش و ہاجر سوئے حسینؑ

دل سے سنو ہے آگے شہادت کا اجرا
 فرقت میں باپ کے کیا زہرا نے انتقال
 الماس پی کے ہو گئے حضرت حسنؑ شہید
 تنہائی اپنی دیکھ کے شبیر رو دینے
 بابا کو یاد کر کے کبھی زار زار تھے
 سر کو پٹک کے کہتے تھے بھائی گئے گزر
 تقدیر نے دلا سدا یا پھر تو یہ دیا
 بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
 بہت سفر کو جائیں بلاتی ہے اب قضا
 نانا کی قبر پر کھٹے بہر و داغ حسینؑ
 عمامہ کو اتار کے لپیٹے مزار سے
 وقت دعا یہ ہے کہ دعا کیجئے نبیؐ
 خضر کے نیچے صبر کروں وقت ذبح کے
 ایک شہداء علیؑ میں محمدؐ کی آہ کا
 زہرا کی قبر پر گئے پھر شاہ کر بلا
 لرزہ ہوا الحد کو عشق آیا حسینؑ کو
 تم کیا چلے کہ ہم بھی ہیں ہمراہ آپ کے
 چلا کے قبر پر گھرے بھائی کے ناگہماں
 اے بھائی جان بھائی کو رخصت عطا کرو
 رخصت کا نام سن کے قلق روح کو ہوا
 ہم بھی ہیں ساتھ اماں ہی ہیں اور علیؑ بھی ہیں
 اک اک تپنے والے سوز رخصت ہو کر حسینؑ

فرمایا پھر بہن کو کہ سب گھر کو ساتھ لو
 بیٹی کو لے نہ چلنے کی جس دم خیمہ ہوتی
 کی عرض میری بہن ہے اب ساتھ آپ کے
 بابا سہ عاری اب یہاں کیونکر رہوں گی میں
 کبرئے کو اور سکی نہ کو ہمراہ لے چلے
 تب بھی اگر چہ تھے تو نہ سو یا کروں گی میں
 بابا میں صفی جاتی ہوں لونڈی کو ساتھ لو
 صفرا کو پھر توشہ نے گلے سے لگالیا
 کس طرح ساتھ لے چلوں امیری ناز میں
 صفرا نے جبکہ مرضی نہیں دیکھی باب کی
 ماں کا بھی سینہ بیٹی کے رونے سے پھٹ گیا
 صفرا بچھاڑ کھا کے گری پھر زمین پر
 صفرا کو فرط غم سے بس عالم تھانزع کا
 آنکھوں میں مثل خار کھٹکتا تھا ہر دیار
 کہ کا جب طواف شد دیں نے کرلیا
 منزل میں ایک شامی مسافر ملا جواں
 درو کے عرض کرنے لگا قاصد سعید
 مستلم کا حال سن کے شہ دیں نے رو دیا
 مرنے کا جس کو ڈر ہو چلا جائے اپنے گھر
 استادہ کو ملا میں ہوئے خیمہ شاہ کے
 انہو تھی سپاہ یزید پلید کی
 گھیرے تھے اہل بیت پر عالم تھا پیا س کل

صفرا بجا میں ہے ہیں اس کو چھوڑ دو
 روتی ہوئی حسین کے قدموں پہ گر پڑی
 لونڈی کو بھی مدینہ میں تنہا نہ چھوڑیے
 محل میں گرج گئے ہو پیدل چلوں گی میں
 بیکار مجھ کو سمجھے ہیں چھوڑ کر چلے
 اصغر علی کا جھولا جھلایا کروں گی میں
 مرجاؤں راستے میں اگر میں تو گاڑ دو
 فرمایا شہ نے ہوش میں امیری دلربا
 بیمار کو سفر میں بھی لے جاتے ہیں کہیں
 چلا کے بی بی بانو کے تہہ موں پر گر پڑی
 بیٹی کو پھر بلا کے گلے سے لگالیا
 ماں باب کے بچھڑنے کا شہ تھا سخت
 کہ کی سمت سرور عالم رواں ہوا
 مرد مر کے دیکھتا تھا مدینے کو بار بار
 پھر کر بلا کی راہ لی وہ سبط مصطفیٰ
 مسلم کا حال پوچھے شہنشاہ دو جہاں
 مستلم مع پسر ہوئے تشنہ دہن شہید
 فرمایا رو کے یہ توقضا کا ہے سامنا
 سن کر کئی چلے گئے سنہ اپنا موڑ کر
 ہفتا دن حسین کے ہمراہ رہ گئے
 طلقہ میں اس کے گھر گیا ب لشکر نبی
 پانی نہ لینے دیتے تھے ندی سے اشقیاء

پانی طلب جو کرتے تھے سلطان دو جہاں
 حاکم کا حکم ایسا ہے پانی بشو نہیں
 جوش لب جہاں میں ہوں سب آکر نہیں
 کافر ملک نہیں تو نہ تم منع کیجیو
 جب ظالموں نے کرلیا بالکل محاصرہ
 سارے رفیق تنگ ہوئے ایک ہمت سے
 جب خاتمہ تمام رفیقوں کا ہو گیا
 قاسم حسن کا عمل بھتیجا حسین کا
 اب جوش جنگ کا ہوا اس نور حسین کو
 گھوڑے سے اتر اس رکھا قدموں پر شاہ کے
 فرمائے یوں بیٹھے سے سلطان نیک خو
 قاسم کی عرض یہ تھی مجھے سرکشانے دو
 شہ کے حرم میں لا اُسے نوشہرہ بنا دیا
 نکلا حرم سے قاسم نوشہرہ شاد ہو
 آکے سکینہ کہنے لگی اس سے ناگہاں
 قاسم اسے دلا سادے گھوڑے پر سووار
 لاکھوں لعینوں کو تہ تلوار کر دیا
 جس دم لب فرات پر پہنچا وہ تشنہ کام
 زخموں سے چر کر دیا اس نور حسین کو
 نزدیک پہنچے شاہ تو حالت تھی نزع کی
 دولہا جو پایا قاسم نوشہ کو شاہ دیں
 فرمایا رد کے دولہا تو جنگل میں مر گیا

راوی نے یوں لکھا ہے کہ کہتے تھے شامیاں
 گھوڑے میں سوار نہیں اور شتر نہیں
 حیوان میں پرندہ نہیں جس اور نہیں
 ایک فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیکھو
 خرشید شاہ پہ پہلے فدا ہوا
 ندی پہ جا کے جام شہادت کا پانی لئے
 پھر بھائی اقرار ہائے کیا قصہ جنگ کا
 اٹھتی ہوئی جوانی تھی پندرہواں سال تھا
 نرغے میں کافروں کے جود دیکھا حسین کو
 رو کر کہا غلام کورن کی رضا ملے
 اچھی نہیں جوانی میں مرنے کی آرزو
 محشر کے روز باپ سے شرمندگی نہ ہو
 بیٹی سے عقد باندھ کے پھر ن کی دلی رضا
 بخشا کے بھرنی بی بی سے اور ہاں سرودھ کو
 پانی پلا دے بدلے میں شربت بھائی جان
 لشکر پہ ظالموں کے گرا جا کے ایک بار
 اوزق سے پہلوان کو بھی فی النار کر دیا
 پیاسے کو مارا گھیر کے تیروں سے اہل شام
 گھوڑے سے جب گرا تو پکارا حسین کو
 تسلیم کر اشارے سے جنت کی راہ لی
 کہڑے کہو میں سرخ تھے اور لال تھی مین
 کبریٰ تو بیوہ ہو گئی بھائی کہہ کر گیا

دولہا گیا تو رونے لگیں ساری بیبیاں
 زینبؓ کے دو تھے لخت جگر جان مرتضیٰؑ
 ماں کو رضا جو ماں ہی تو مادر نے یوں کہا
 سندھ پیر کے لعینوں سے آگے جیتے ہی
 ماں کے قدم کو چوم کے دونوں نے یوں کہا
 سندھ پیر ظالموں سے پیاسے نہ آئیں گے
 پھر آئے پاس شاہ کے وہ دونوں نازنین
 تم فاطمہؑ کے لال ہو سبط رسول ہو
 رخصت لے دونوں دلبر زہرا حسین سے
 بارے بہت لعینوں کو جب دونوں تشہ کلم
 دونوں شہید ہو کے ہوئے خلد کورواں
 عباسؑ بھی حسینؑ کی تنہائی دیکھ کر
 جنگل میں آپ اکیلے ہیں تیروں کی مار ہے
 رو کر کہہ سائے شہر نے کمر کو نہ توڑیے
 عباسؑ بولے مجھ کو بھی اویں جالی لڑے دو
 غیمہ میں آپ آتے بصد شوکت و حشم
 سب بیویوں سے مل کے جوڑ کو ہڈی رواں
 سو گئی زباں دکھا کے کہا اے مرے چچا
 عباسؑ رو کے بولے کہ یا دختر امام
 لشکا کے مشک کا ندے پر ن کورواں ہو کر
 تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو اے قوم نابکار
 ایک مشک پانی دو مجھے ندی کو اشتیاق

ہاں نے تب بڑھادے دلہن کی چوڑیاں
 جعفر تھا نام ایک کا اور عونؑ ایک کا
 جلدی سے اپنے ماموں پیم جا کے ہوفدا
 حشر میں منہ نہ دیکھو گی نہ بخشو گی دو دھس
 ماموں کے ہم غلام ہیں اے جان مرتضیٰؑ
 اب جیتے ہی عسلی کے نواسے نہ آئیں گے
 رخصت لی رن کی عرض کیا یا امام دیں
 ماموں دعا کر و کہ شہادت قبول ہو
 گھوڑے اٹھائے زینب کے لشکر پہ جاگرے
 بوجھار تیروں کی کرے گھبرا کے اہل شام
 زہراؑ نے مر جا کہا زینبؓ نے شاد ماں
 رو کر پکارے شاہ کو یا شاہ بھر در
 بھسکو بھی حکم دیکھے سرتن پہ بار ہے
 عباسؑ بھائی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑے
 بابا علیؑ سے حشر میں شہر مندگی نہ ہو
 عباسؑ کے گلے ملے روتے ہوئے حرم
 بانی سکینہؑ روتی ہوئی آئی ناگہاں
 میں تشنگی سے مرقی ہوں پانی تو دو چلا
 جیتا پھر تو پانی پلاتا ہے یہ غلام
 ندی پہ جا کے شام کے لشکر کی لوں کہے
 سب آل انبی پیاں کے مارے ہے بقیار
 سندھ ہوں میں حسینؑ کی بانی سکینہؑ کا

ندی پہ آئے آئے ستم گار اس گھر مری
 لشکر میں جا گھسا اسد اللہ کی طرح
 ماری گئے بہت سے بہت بھاگے نابکار
 ندی سے سحر کے مشک جو نکلا سوئے حرم
 مشکیرہ منہ میں لے لیا بازو جو گر پڑے
 عباس زخمی ہو گئے جس دم زمین پر
 عباس کو یہ بی بی سکیئہ سے عشق تھا
 آئی حرم میں جس گھر مری عباس کی خبر
 بی بی سکیئہ کہی تھیں رورو مہر ایک سے
 اے دو شاہ شاہ یہ رونے کی جلتے ہے
 ایک لخت دل حسین کا باقی تھارہ گیا
 اس نوجوان کا عزم بدلتا سلام ہے
 اصغر کو پیاسا جب شہر ابرار پاتے تھے
 اکبر نے روکے عرض کیا شہر یا امام
 سر میرا بار جسم ہے یا شاہ ذی حسب
 شہ نے کہا مدینے کو اے لال جاؤ تم
 ہے منتظر بہن تیری شادی کے واسطے
 اکبر کو شاہ دیں سے جو رخصت ملی نہیں
 ہمشکل مصطفیٰ کو بس اب خوب کچھ لو
 یہ سن کے بی بی بانو کو درجہ بگڑ ہوا
 جو کی رہو گی پیاس کا صدمہ ہوں گی میں
 سر رکھ کے ماں کے قدموں پر کھڑے یہ کہا

عباس نے علم جو کیا تیغ حیدری
 بھاگے تمام کوئی بھی روباہ کی طرح
 نعرہ کہنے کھڑا تھا وہیں شیر کردگر
 چھپ چھپ کے ظالموں نے کیا ہاتھ کو قلم
 کفار ان کو تیسروں سے چھپنی بنا دیے
 روتے تھے پیاس بی بی سکیئہ کی یاد کر
 پیاس سے ہوئے شہید یہ پانی نہیں پیاس
 شہید رورو کہتے تھے فونی مری کمر
 کھوئی چچا کو آج میں پانی کے واسطے
 ارض و سما سے رونے کی آواز آئے ہے
 جس رشک سے کی شکل تھی ہمشکل مصطفیٰ
 صفحہ جہاں پہ جس کا ہواں مرگ نام ہے
 چھاتی لگا کے اپنا انگوٹھا چوساتے تھے
 قربان سب تو ہو چکے باقی ہے یہ غلام
 بچوں کی پیاس آپ کی تھائی ہو غضب
 اٹھارہ سال کی دیکھانی گنواؤ تم
 ندی پہ جلے سر کو نہ پیارے کٹائیے
 خیمہ کے در پہ ماں کو پکارا وہ دل حزیں
 اماں میں مرنے جاتا ہوں تم دور نہ کھنڈہ
 سوئے بخت پکاری دہائی ہے مصطفیٰ
 اس لال کو شہید نہیں ہونے دوں گی میں
 ہم عاشق الہ ہیں مرنے کا خوف کیا

بی بی سکیئہ کا قصہ ہے کہ وہ ایک عورت تھیں جو اپنے شوہر کو بہت سے گناہوں سے بھرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے شوہر کو مار مار کر مار رہی تھیں کہ ایک شخص نے ان کو روک لیا۔ وہ شخص نے ان کو بتایا کہ اگر وہ اپنے شوہر کو مارے گی تو اس کا کھانا ختم ہو جائے گا۔ ان کو یہ سن کر وہ رو کر رہ گئیں۔

سہر کو کٹ ناکام ہمارا ہراناں جان
بابا کھرے پیاسے ہیں جنگل کے درمیان
چہر پیوں سے لاکے لٹائی وہ دلفگار
خون جگر رواں ہوا بانو کی چشم سے
بوسہ دیا رکاب کو قد مول پر سر رکھا
میدان میں پہنچا سید عالم کا لال جب
برہم کیا جو کٹ کٹ عالم کو پھر رواں
چھلنی تھائیوں سے علی اکبر کا تن بسجی
دل پارہ پارہ ہو گیا ٹکڑے ہوا جگر
جب نور دیدہ مشاہد دو عالم کا گم ہوا
کہتے تھے میرے بوسف ثانی کہ صرہو تم
صورت نظر نہ آئی مجھے آج صبح سے
اتنے میں ایک سمت کو اکبر نظر پڑا
چھاتی لگا پسر سے یہ سر بایا دلفگار
اکبر نے رور و عرض کیا غم نہ کیجئے
اتنے میں روح پاک ہوئی خلد کو رواں
اکبر کا غم حسین کے خیمہ میں جب ہوا
بے دودھ گندے اصغر نادان کو تن دن
خرمایا اس کو گو د میں ششہ نے تشنہ کام
ماں نے کہا چھاپیے ماں میں مشاہدیں
بولی سکیں بابا اسے جلد لائیے
دریا پہ پہنچا فطرت زہرا کا لال جب

گھر کو کٹ ناکام ہمارا ہراناں جان
چاروں طرف سے مارے تیروں کی ماں جان
سب بیباں جدی سے رونی تھیں بار بار
کبڑ پھر آئے روبرو سپاہیوں کے
ناچار حکم مشاہد نے پھر جنگ کا دیا
مارا ہزار کو فیوں کو ایک تشنہ لب
چاروں طرف سے کہتے تھے کفار الاماں
برہم ستم کی سینے میں ایک ادھی لگی
غش کھلے لال بانو کا آواز میں پر
شبیر دھونڈنے لگے جنگل میں جا بجا
آواز دو حسین کے جہان کہ صرہو تم
غم خوار ہائے کیا ہوئے یسین حسین کے
زخمی تھا اور پیاسے تھی عالم تھانہ کا
سونایہ جلتے دشت کا ہم کو ہوتا ناگوار
اتاں کو جا کے خیمہ میں سبکین دیکھئے
لے آئے لاش خیمے میں سلطان دو جہاں
گرنے تھا آسمان کو زیں کو تھا زلزلہ
روتے تھے اس کو دیکھ سلطان انس و جن
شاہد کے رحم کھائیے بچے یاہل شام
اکبر کی طرح اس کو نہ کھو آئیے کہیں
اصغر کا جمونا پانی مجھے لہلائیے
گو د میں لیٹا اصغر نادان تشنہ لب

دوست
یہ دل نہایت
مہر عامیوں
دل پناہ
درست ہم
خرمایا خوش
خدا مہر رواں
آج ہم گھر
پھر شہ
شہ نے کہہ
یہ گئے
خرمایا شا
خصت
یہ کو
سب جان
سینی مری
سے لنت
و بے قر
کے عزو
سستم
نہیں

ایسا وہ شیر خوار کو ایک تیسرہ ہر طا
کیا دل تھا تین دن کے پیارے کا دوستو
تم عانیوں کے وسطے کیا کیا تم سب
میں باپ صدفہ کردو بس ایسے شفیق پر
درستیم رہا کا تنہا جو رنگسا
فرمایا خویش و اقربا جگہ میں مر گئے
ظلم ہزاروں اور یہ مظلوم ایک ہے
آج ہم کس کس میں گئے لب پر فرات کے
پھر شہرے رو کر حضرت سجاد سے کہا
شہر نے کہا سار میں تم ما تو ان ہو
یا گئے محبتیں تجھے لاکھوں یہ کوفیاں
نمایا شاہزادے نے بیٹاوں آپ کا
بصحت مر م سے جب ہوا مظلوم کر بلا
زینب کو آخری کیا شاہ نے جب سلام
سب جلتے ہیں مٹی میں بنت نبی کی ہوں
یعنی مری زبان پہ نادر علی کی ہے
ے لخت دل رسول کے رہا کے نور عین
و کو یہ قرار ہی اس وقت اس قدر
بست غمزدہ کا حال میں لکھتا ہوں مومنوں
سمت ہر سب شاہ چلے دن کو جس گھڑی
تیں تھیں بھولی بھالی برس چار کا تھا سن
دن بدر سے میں تھیں جانے دیو و نگ

اصغر کا حق چھو گیا باز حسین کا
کیا صبر نہایتی کے نواسے کا دوستو
قبضہ میں دو جہاں تھے پر نہ نے نہ کچھ کہا
غم میں حسین کے رہو دن رات چشم تر
حسرت سے آسمان کی طرف دیکھ رو دیا
تنہا ہم آج بے سر و سامان ہو گئے
تلواریں سیکڑوں ہر اعلیٰ قوم ایک ہے
آفت میں جھوڑ جاتے ہیں تباہ ہم تجھے
میں جینے جی تو آپ کو مرنے نہ دیوؤں گا
سب بیبیوں کو لے کے مدیہ کی راہ لو
ہر تر ہے صبر کرنا مصیبت پر میری جان
مر جاؤں گا تو شکر سوا کچھ نہ دیوؤں گا
سب بیبیوں میں حشر نمودار ہو گیا
بشیر و نہ گئے سے لپٹ کر کیا کلام
قہر خدہ زمین پر اسی دم عیاں کروں
کیا بد دعا کروں مجھے خاطر ہی کی ہے
سوئی خدا کو جاؤ سد عار و مرے حسین
بے آب جیسے مایہ تڑپتی ہے خاک پر
یتیم کے ہی جگر سے لہو سکے ہو رواں
دس پچھڑ کے بی بی سکینہ چمٹ گئی
گودی میں کھیلتی تھی شہدوں کے رات دن
ایسے پیارے سر کو کٹالے نہ دیوؤں گی

دن
بنا
بر
کے
بریا
ب
س
جی
پر
بجا
ہم
سے
کا
نور
بچے
جہاں
رہا
رجن
عام
میں
یے
ب

مرنے میں یکبارہ ہے جو جانے ہوا با جان
 بہوئی بھائی اور چھپا جان مر گئے
 گودی میں لے سکینہ کو فرمایا دل و کار
 جب تم یتیم ہو گئی کئے گا ہمارا سر
 اُمت کا نام سُن کے بھینٹ دیا کہ انھی
 اس میں رضا بنی کی ہے تو سر کئیے
 الفصہ قتل گاہ میں آیا وہ مشہ سوار
 تم مجھ کو جلالتے ہو نو اسانی کا ہوں
 مستید کا قتل ظالمو جا رہو انہیں
 عجبی خراب ہووے گی دنیا نہ پاؤ گے
 کہنا نہ مانے مستید عالم کا وہ شقی
 جب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے علم
 آئی ندا فلک سے کہ بس ہاتھ تمام لو
 یہ سنے ہی حسین نے سر کو جھکا لیا
 رتر ہزار زخم لگے ایک جسم پر
 خنجر لئے جو ہاتھ میں قاتل عیاں ہوا
 اک روز وہ تھا کامد سے احمد کے سے سولہ
 شبیر دیکھے غم میں پریر کو ننگے سر
 اُمت رہائی پائی ہے قید گناہ سے
 عجزاں حسن کمرے تھے پریشان مصطفیٰ
 بکیر میں حسین کا کاما لعیں نے سر
 اندھیرا تھا میں یہ قیامت ہوئی بپا

مجھ کو یتیم بولیں گی یہ شرب کی لڑکیوں
 تم کو خوشی ہے مرنے کی بتاؤ کس لئے
 اُمت گنہگار بنی کی ہے بے شمار
 یہ ساری شمشجی جانے گی بے خوف بے خطر
 تم سے بھی بھگو پیاری ہو اُمت رسول کی
 ہا با خوشی سے کہتی ہوں اب دن کو جلتی ہے
 فرمایا یوں لعینوں سے اسے قوم نابکار
 رٹرا کا زور عین ہوں بیٹا علی کا ہوں
 اچھا نہیں تمہارے لئے یہ بھلا نہیں
 مجھ سے اگر لڑو گے جہنم میں جاؤ گے
 برساتی چاروں سمت بوچھاڑ تیروں کی
 انیس سو پچاس لیں ہو گئے قلم
 بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
 تیج و سناں چلانے لگے سارے اشقیا
 گھوڑے در شاہ گھر پڑے ہو کہ لہو میں تر
 نیت کئے نسا ز کی تھے شاہ کر بلا
 اک روز یہ ہے سینہ پہ ہے شمر نابکار
 فرماتے تھے نواسے کا مہل قوم چوم کر
 لے لال سر کشادے میں قربان حق کے
 بالوں میں خاک ڈالتی تھیں بی بی فاطمہؑ
 سبحان رب اعلیٰ تھا مشہ کی زبان
 حورو ملک پکارتے تھے دامعشا

اہل حرم کے روئے
 عشر کے روز اس کا
 جب صدق دل

مر

یہ روایت ہے کہ کو
 ایک تو شمس تھا

یاد کر پاپ کو

نہر تھی پانی کی اس
 اس کو دکھائی

کسے نامور

کیا ہوا تم پرستہ
 کس نے پتوایا

تم پر آفت

ڈال کر کس سے
 جوں جوں تم رہا

اب تو آنکھ

یا اسی شہر میں
 یا کئے قید کر

ان میرے

جب یہ کہہ کے
 چھاتی جاتی ہے

اہل حرم کے رونے کا کیا ماجر انکھوں
محشر کے روز اس کو بس آرام دھیں ہے
جب صدق دل سے مومنو یہ ماجرا سنو
آل نبی کے نام پہ بس فتنہ پرست

مرثیہ در بیان فرزندان مسلم

یہ روایت ہے کہ کونے میں مسلم کے سپر
یک تو شمس تھا دوسرا مانند قمر
یاد کر باپ کو روتے تھے دونوں بھائی
نہر تھی بانی کی اس پیڑ کے نیچے جہاں
اس کو دکھلاتی دے نیچے وہ بامد زاری
کچھ ہنس ہو کس شخص کے بیٹے ہو تم
کیا ہوا تم پہ بستم کس نے سنا یا تم کو
کس نے بٹوایا تمہیں کس نے رلایا تم کو
تم پہ آفت یہ پڑی کیسی سناؤ دیکھو
ڈال کر کس نے باہر ہو گئے سے روتے
جوں جوں تم روتے ہو اور جان ہو اپنی کھوتے
اب تو آنکھوں میں جری سچی سیاہی آئی
یا اسی شمع میں ہاں باپ تمہارے بیٹے
یکے قیس کسی نے وہ بھائے بیٹے
تم میرے گھر جلا سطرچ کیلڑتے ہو
جب یہ کہہ کے لگی رہ لوندی جو رونے کو داں
چھاتی جاتی ہے بھی اڑ گئے بیٹے اوساں

دونوں مظلوم ہوئے مارا گیا ان کا پردہ
چھپکے بیٹے تھے وہ اک جہاز تھا کشتہ
جو داں حارث طعون کی لوندی آئی
آئی تھی بانی کو لوندی جو داں بھاری
دیکھ کر ان کو وہ مرنے لگی آہ وزاری
چھپکے اس پیڑ میں کیوں بیٹے ہو تم
جہاز میں لاکے کھوکھلے نے چھپایا تم کو
یا کوئی گھر سے ہے پھسلا کے لے آیا تم کو
بچو تم نام و نسب اپنا بتا دو مجھ کو
غش تھیں اہل ہے بیتاب ہوا یہ روتے
میرے بریں تو کیجئے کہ ہیں ٹکڑے ہوتے
کیسی تم پیار کرے چوں پیہا ہی آئی
یا تھیں چھوڑ کر پردیس سے حارث بیٹے
یا تھیں دشمنوں نے گھر کے مارے بیٹے
شہر کو چھوڑ کے کیوں بھانجنے کو
تب وہ کہنے لگے مسلم تمہیں ہم راحت جاں
ہم نواسے ہیں محمد کے ہے ہم پر طرفاں

بد
مے
حد
نظر
ماکی
دینے
کار
ہوں
میں
گئے
ماکی
سلم
ماکو
نقیا
یا تر
رہا
کار
ہم کو
کے
اگر
ہاں
سدا

| | |
|---|--|
| سہ ماہی اپنے ہم شہر میں ایجاوگ | مارہ جانیتے سم اور تھہ پہ بلا آئے گی |
| الغرض ساتھ انہیں لے گئے وہ آئی گھر میں | اپنی بی بی کو وہ سب حال سنا بی گھر میں |
| بی بی مسلم کے میں بیٹوں کو ہوں لائی گھر میں | ہر وہ دیتے بیٹے کے رو رو کے ڈالائی گھر میں |
| دیکھو انکو تو ہوتے ہیں جگر لے کر لے | بی بی وہ کل میں ہیں دونوں کے عکڑے |
| سکے وہ آئی جہاں بیٹھے تھے وہ برہنہ | اتک بھر لائی نظر آگئے حبسوں صغیر |
| ان پہ قربان لگی ہوئے وہ بی بی دلگیر | پیتا منہ اس نے گریاں کو لیا اپنے چہر |
| ایک حجرے میں لے جا کر رکھا یا ان کو | کہا نہ کھوا کے بھونے پہ سہا یاں کو |
| شہر کے بیچ تھی اس طرح منادی پھیری | دیکھو بچوں کو نہ شہر کے چھپائے کوئی |
| جو چھپا دیکھا تو بس جاو گئی جان اسکی بھی | دن تو آج رہا اب رات ستم کی آئی |
| غم سے ان بچوں کے بی بی نہ تھی مرنے لگی | خوف سے کانپتے تھی مرد کے درو تھی |
| اس میں دوپہر ہوئی رات عارٹ آیا | گھر تو تھا وہ اسی طعون کا سدا وادیا |
| ہائے ان بچوں کا اسے تو منوں دشمن آیا | ہو گئی او بھی اس بی بی پہ آفت برپا |
| وہ لیس کہنے لگا لاؤ جو کچھ کھانا ہے | ڈھونڈنے بچوں کو شہر کو مجھے جانا ہے |
| دوپہر رات ہوئی چار پہر دن گذرا | ڈھونڈنا چاروں طرف میں تھی بچوں کو پھرا |
| زہلے وہ کہیں مجھ کو دستہ ان کا ہر | کہہ کے یہ بات غرض کھانے کو وہ پھر بیٹھا |
| بچے سوتے تھے جو سہلے دکھایا خواب | ہاپ لبو میں ہر دو بالکھ ہا چشم پیا آب |
| دیکھ کر خواب میں وہ باپ کو بچے معصوم | چونک اٹھے نیند سے رو رو کے بچے کو وہ صوم |
| سکے ان بچوں کے دئے کو وہ بی بی منوم | حیف کر کہنے لگی پھوٹ گئے اس مقسوم |
| اب تو ان بچوں کو خوشخوار رہے جائیگا | مار ڈے کا ستم گار یہ کیوں چھوڑیگا |
| ہائے پھر عارٹ طعون نے جا کر ہے ہے | پوچھا اس سے بہت ان کو ڈرا کر ہے ہے |
| کس کے تم بیٹے ہو تب بوسے وہ بے پر ہے ہے | باپ مسلم تھا ہمارا سو گیا مر ہے ہے |
| پوتے حیدر کے نواسے تو بی کے بیٹے | اور جنیے تو حسین بن لگی کے بیٹے |

| | |
|---------------------------------------|--|
| بات یہ سننے ہی ملعون وہ زلفوں کو بکڑ | کھینچ ان بچوں کو حجرے میں سے لایا باہر |
| مار کر ان کو ملائے وہ ملعین بد اختر | سو یہ پھر کہنے لگا اے ستم دور و کر |
| یار درخانہ و مار و جہاں سیگر ویم | آب در کوزہ ماتنہ لبان سیگر ویم |
| پھر قوندی کی طرف لے چدا ان کو دشمن | پھر ستم اس نے کیا بچوں پہ باوج و من |
| تب تو وہ منہ لگے کہنے یہ رو رو کے سخن | از تانکوں سے ہیں بچوں کو تو اے مہر و من |
| کھینچ مت زلفوں کو ہم بیٹے بچاؤ کر ہے | ٹوٹے جاتے ہیں یہ سب بال ہمارے کر ہے |
| کیوں تجھے ترس ہمارے پہ نہیں آتا ہے | کیا ہوا تجھ کو نہیں خوف خدا آتا ہے |
| ہم غریبوں پر ستم کا ہے کو یہ ڈھاتا ہے | یہ بتا ہم کو تو اب بے کے کہ صر جاتا ہے |
| کیسا ہے رحم ہو دیتے ہیں وہاں بھکو | آج کیا دل گئی گھر بیٹے خدا کی تجھ کو |
| جب وہ کہنے لگا میں قتل کروں گام کو | بجھ سے نکار عبث کرتے ہو تم اسے لڑ کو |
| منشیں کرتے ہو کا ہے کو بھلا تم اب تو | ترس آتا نہیں کچھ تم پہ ذرا بھی بھکو |
| چھوڑ دو گنا تو حاصل مجھے کیا ہو دیکھا | قتل کرنے سے ہر ارتبہ سوا ہو دیکھا |
| سکے پھر ہو دو خاموش وہ دونوں بھائی | ہو اندی کی طرف لے کے رواں سودائی |
| پیچھے سے بی بی و لونڈی بھی دوڑی آئی | پہن کر سر کو وہ روتی ہوئی فرما ئی |
| اے اے ظالم خود بخوار نہ تو مار انہیں | روئیں مجھے پیٹ کے سر حیدر کر انہیں |
| اک پھر عارٹ ملعون کا تھا صاحب دیر | پیچھے پیچھے وہ چلا جاتا تھا با صبر و عین |
| باپ سے کہنے لگا ہو کے وہ بس زار جزیر | مارنا ایسے طریقوں کا تو کچھ خوب نہیں |
| بے پردہ رہے یہ اس شہر میں مصوم ہوئے | یہ وطن چھوڑ کے پردہ میں مظلوم ہوئے |
| بات یہ سننے عین کھینچ کے اپنی تلوار | اتھم میں بیٹے کو دی اور کبسا ان کو مار |
| سکے بیٹے نے یہ بتا اس کو کہا استغفار | ان کے بے لے میں تو میں حاضر ہوں بھکو مار |
| تب تو اس ظالم بے دین نے تلوار اٹھا | کر دیا مار کر اس بیٹے کا سر تن کر چھدا |
| اے یہ قاتل کیسا بی بی اور لونڈی کو | ایک بال تھا غلام اس نے کہا یہ اس کو |

ن

س

میر

میر

ون

تی

ویلا

بریا

و میرا

پہننا

میر

سوم

ہ

ہ

بات

| | |
|--|---|
| را ان بچوں کو تو مال میں دوس کا جھک کو | و غلام اس سے یہ کہنے لگا اسہم دورو |
| موت آپ بچی پر سر پر اس ان مری | انکی توجان کو ساتھ لگی ہر جان مری |
| اس میں نے پھر اسے مار لیا اے رستم | لے کے ان بچوں کو دیا پہ جو پہنچا ظالم |
| بچے آپس میں پکھنے لگے با دیرہ نم | رحم جو ہم پر کرے ہوتا ہے سراس کا قلم |
| ہم کہیں کس سے نصیب ہوگی ہماری خوبی | آج پر کس میں تاں کی کمالی ڈوبی |
| ان پہ پھر سارٹ دعوت نے پھینپی تلوار | بڑے بھائی نے کہا چوٹے کی پہلے مجھے مار |
| چوٹا کہتا تھا کہ گردن تو مری پہلے انار | داغ بھائی کا نہ دے مجھ کو سنگر خوشخوار |
| ہم تو تلوار کو پیچے کی نہیں ملنے کے | آرزو مند ہیں بابا سے بہت ملنے کے |
| میں یہ کر چکے ظالم سے بھی رہے دونوں | پھر مدینے کی طرف دیکھ پکارے دونوں |
| یا نبی دیکھو کہ ہم ہیں گے آوارے دونوں | اگر اتنے میں گئے نادان وہ مارے دونوں |
| کاٹ کر سر کو رستم اور یہ ایجا کیا | لاٹھے دریا میں دے پھینکت پیدا کیا |
| آگے اب کس سے مصیبت یہی جاتی ہے | پھین دل کو ہمیں کھو نہیں نہ نیند آتی ہے |
| یہ روایت تو اے احسان جگر کھاتی ہے | اور قلم کی بھی مرے چھاتی پھین جاتی ہے |
| یا خدا حارث ملعون کا ہوسند کالا | مارا ان تھے کی بچوں کو ہر جس نے ڈالا |

نوحہ حضرت بالی سکینہؑ

| | |
|--|--|
| رور کہتی تھی بالی سکینہ ظالم میرے گھر چھینو | میں بھول بنتا مام مدینہ ظالم میرے گھر چھینو |
| میں تو لخت دل مصطفیٰ چوں میں بجز گوشہ رضائی ہوں | گوہر گوش خیر النساءوں ظالم میرے گھر چھینو |
| بے پردہ کو نہ اتنا ستاؤ خون کانوں کو نہ اتنا بہنو | دکھ زدہ کو نہ دل کو دکھاؤ ظالم میرے گھر چھینو |
| یہ ذہیت پھر خدا دوسے تامل ٹھکانے لگا دو | تبع میرے گلے پر پھرا دھلا لومیرے گھر چھینو |
| غم کی بابا کو مجھ میں نہیں مال مار ڈالا بھی بھولی لٹاں | کرد و لاشہ بھی گھوڑ کر پامال ظالم میرے گھر چھینو |
| بالا اب آؤ جو رجھا سے حشر میں کہہ کر مصطفیٰ کر | بخشاؤ گی تم کو خدا سے ظالم میرے گھر چھینو |

سید شاہ پری جو شہر بانو کی میں لاڈلی ہوں
میں متم شہ کر بل ہوں اور معصوم ہوں بیخدا ہوں
مگر کوئی خدا میں فریاد میں ہو جاؤ گے پھر بر باد
دی خدا لاشہ نے ناگاہ میری محنت برادر آہ
شکر حق کر کا خوش بہنا ضبط دل کر کا خوش بہنا
ظلم اگر کریں تم دعا دنا روز رخ سوانت بچا دو

ختم بخروج کر غم کی تقریر اب نہیں دیکھو بار بار تحریر
پھر نہ سجدہ کر کہ بہت شبیر ظالمو میری گوہر چھینو

نوحہ فاضل

بالو کہتی ہوئی نہیں آئیں میرے بچہ کالا شہ تادو
تو سونہ کی کہیں مجھیں طاقت میری تھو کی کہیں بھلا
تیں میں کر پانی پیاری تیر کھاتے ہی بس مر گیا ہے
ہنس ہاؤ کہ وہ سوراہی جاگتا ہے یاد رہا ہے
کی کہو یہ میری شہ جانی نا ہوا میرے رات کال
ظالمو میری منت کو انوفا ملنے کی بھوجھ کو جانو
دیکھ لوگی میں اس نازن کو پید کر لوگی اس جبین کو
ظالمو خود کیا میری بد تیغ میرے جگر پر چلی ہے
گو نہ تھی سی اسکی بناؤں سکونج لحد میں ملاؤں
میرے آغوش کا سو فیو لا میری تیں حاروں کا پالا

رحم بکس پر بعد کھاؤ خون زیادہ نہ بس اب رلاؤ
میں دیکھ باری ہوں میری مالاو میرے بچہ کالا شہ تادو

| | |
|---|--|
| کل میں یوں رو رو کے مادر کس جھڑوسہ کہتی ہے دختر منہ سے گھونگٹ کو تیش اب اٹھاؤ صدقہ جساؤں زباں پر نہ لاؤ آئے نو مشہ کے لاشہ کو لے کر | مر گیا مر گیا تیرا شوہر چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی نہ نہ بڑھاکر یہ میرا کھلاؤ چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی گھر میں شادی کے برپا تھا محشر |
|---|--|

پھر نہ آیا دلہن کی زباں پر
چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی

سلام از محمد ابوطالب

| | |
|---|--|
| ہم دفن ہوں گے شاہ زمین کے پاس خجر سے کون آکے بچا حسین کو دھڑکا یہی تھا باندھے نہ پتوں کے ہاتھ شمر کہتی تھی ماں کہ اکبر گل رو کی خیر ہو سجاد کے جوشاںوں پہ نیزی چھلاتے تھے لکھا ہے خاک پائے حسین شہید سے گیسو نہیں ہیں عارض اکبر کے متصل خالی کئے تھے سب طہائی پر جو وقت قتل ماتم ہوا یہ گھر میں کہ پہلنے لگی زمین پانی پڑا تھ مری دے دے کر روئیو فضل خدا ہو وہ زباں میں مری خراش اس دم کھلے کہ ہے یہی نازک زیادہ تر مضمون سب کا پڑھ کے چچا کو سنا دیا | بلبل کی قبر ہو گی سلامی چمن کے پاس جزبے کسی نہ تھا کوئی شاہ زمین کے پاس تھے سر جھکائے مابہر مفسر رسن کے پاس آئے خزاں مابھی نہ بہا رچمن کے پاس رضوں کو بھی شال نشان رسن کے پاس آتش ملک لائیں ہمارے کفن کے پاس سنیل آگاہ ہو ہے گل یا من کے پاس رکش مہرا نہ تھا کسی ناک فغن کے پاس رضعت کو آ کر جب نہ والا بہن کے پاس بھیجا یہ لکھ کے شام نے ابل وطن کے پاس بھیس کی کہ تیغ تیز ہو شیر زن کے پاس گل کی کی کو لائیں جوشہ کہان کے پاس تھر تھی جو باپ کی بن جشمن کے پاس |
|---|--|

عاشق تبار و شعریوں میں سب سے ہوئے
عطر عروس ہوتا ہے جیسے دہن کے پاس

ایضاً

وصف گل ز ہوا سے ترقی ہے سخن کو
دیکھیں جو کسی حسن گل باغ حسن کو
ہاں اس صف چشم وہ ہوں اشک کے دانے
شہ نے جو کہا مرنے چلے قاسم نوشاہ
تشبیہ اسے گیسو اگر سے ہیں کیا دوں
اسے چرخ صد افسوس تھے شرم نہ آئی
اے مجرتی پھولوں سے سنا ہوں دہن کو
اے مجرتی ہو و جد عروساں چین کو
بے آب کہیں اہل نظر در عدن کو
پھر تازہ کیا تم نے میرے دماغ گہن کو
خوشبو یہ میسر ہے کہاں شک ختن کو
بے پردہ کیا بلو میں مونس کے چین کو

نوحہ بیان حضرت زینب و حال حضرت امام حسینؑ

زینب نے صد غم سے یوں شور مچایا فریاد خدایا
لب تشہ تھے قتل کیا نہر کے اور مظلوم برادر
بھیا تری مظلومی پہ پناہویہ داری کی عشق باری
میں جسے ناچار اس ہوئی کئی ٹیٹوں علی کی
اصغر ہی پر ارمان ہو تو جلد مدد کر یا باگزار
برجی کی الی سینہ اکبر میں در آئی احوال باری
پہاں کیا نفس کو گھوڑو جس سر سر قد رت دلو
در جیسے سکینہ کا گلا ہے اس بار کان زخمی ہیں رک
پر دس میں بجلی سے مقدسے چھڑایا فریاد خدایا
افسوس لعینوں کو ذر رحم نہ آیا فریاد خدایا
چوبیس پہر پانی کا قطرہ بھی نہ پایا فریاد خدایا
دور در مجھے ہے حوٹل سرنگے پھر ایسا فریاد خدایا
پانی کے عوض تیر لعینوں نے لگا یا فریاد خدایا
نقشہ ترے محبوب کا دنیا سے مٹایا فریاد خدایا
سرکٹ کر نیزوں پہ لعینوں نے چڑھایا فریاد خدایا
رحم اسکی تیریوں پہ لعینوں کو نہ آیا فریاد خدایا

نوحہ دوم بیان حضرت بانو و در آمدن خیط صغریٰ

بھراے رور و سسے جو کرتی تھیں یہ تقریر صغریٰ کو لکھوں گے

میں بانو سے نام نہوں باحالت تقبیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 اک ناقد سوار آیا ہے بن قاصد صغریٰ اے عابد ہمایا
 اپنی تو حقیقت نہیں کچھ قابل تحسیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 بابا کو یہ لکھا ہے کہ لے قبلہ کو نین اب آو وطن کو
 وہ باپ تو خنجر سے ہوا سجدے میں تکبیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 اصغر کو لکھا ہے کہ بیروں تر احوالیاں ہونا پڑا ہے
 اس ننھے سے بتیا کے تو گردن میں لگاتیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 اکبر کو یہ لکھا ہے کہ قدموں سے تم اپنے روشن کرو گھر کو
 تیروں کا نشانہ ہوئی وہ چاند سی صورت صغریٰ کو لکھوں کیا
 قاسم کو یہ لکھا ہے کہ تم دو لہجے ہو ہم نے یہ سنا ہے
 نیزے بے چرخی اس کی ہے وہ چاند سی تصویر صغریٰ کو لکھوں کیا
 کبریٰ کو یہ لکھا ہے کہ آؤ میری بہنیاں میں روشنی ہوں تم سے
 یاں دو لہجہ گویشی ہوئی وہ روتی ہے ہشیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 عباس کو لکھا ہے کہ جلد آؤ چچ جان بوسے لوں علم کے
 وہ خسر پہ بے باز ہوا بازوئے شیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 ستار کو لکھا ہے کہ بھائی برے غمخوار تم بھی مجھے بھولے
 کہہ اپنی زبانی تو کچھ اے بستہ زنجیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 زینب کو یہ لکھا ہے کہ دکھلاؤ پھر بھی جان اب ہو وچ ذیشان
 جو خاک پہ بیٹی ہیں یہاں صاحب توقیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 لکھا ہے مجھے اس نے کہ اماں مری بانو کب واپس پھر دوں
 میں روتی ہوں زنداں میں کرنا نہ مشبک صغریٰ کو لکھوں کیا
 بیٹی مری بیٹی ہوتی شومرا کٹا سر میں بیٹی ہوں قیدی

اب دیکھئے کب آگے دکھاوے مجھے تقدیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 تن وارثوں کے قتل کئے رن میں پڑے ہیں بے گور و کفن اسے
 کوئی آل حسد کی نہیں پوچھتے فقیر صغریٰ کو لکھوں کیا
 میں جاتی تو اس بچی کو چھاتی سے لگاتی اور دیتی دلاسا
 مرجائے گی اب باپ کی جب واں ہوئی تشریف لے گئی کو لکھوں کیا
 زندان میں سب اہل حرم روتے تھے عترت جب کہتی تھیں بانو
 کاغذ ہے نہ خامر ہے نہ ہے طاقت قصیر صغریٰ کو لکھوں کیا

نوحہ سوم بیان حضرت زینبؓ

زینبؓ یہ بیاں کرتی تھیں گردوں کے ستانے ہے مرے بھائی
 پردیس میں لوٹی گئی زہرا کی گسائی ہے مرے بھائی
 ہے جسم و خطا آپ کا لونوں نے سرتن سے اُتارا
 لب تشنہ ہوئے بوند بھی پانی کی نہ پائی ہے مرے بھائی
 کہتی تھی سکیڑے مجھے بااے ملا دو شکل ان کی دکھا دو
 دن باپ کی میں ہو گئی خفاق کی ڈانی ہے مرے بھائی
 پانی کیلئے ساتھ گئے آپ کے اصغر بھرا آئے یہ پسر کو
 پانی کے عوض تیرے پیاساں نے بھائی ہے مرے بھائی
 کہتی ہیں سکیڑے مرے سقے کو بلاؤ یا پانی پلاؤ
 پانی کے لئے نہر پر کیوں دیر لگاتی ہے مرے بھائی
 ردی ہے بیاں کر کے یہی وہ جگر افکاراے شر کے علما
 عمو نے بھی افسوس میری یا بھلائی ہے مرے بھائی
 ہے لاش تری دھوپ میں بے سر ہڈی عریاں و زخوں میں غلطاں

تم مر گئے آہ مجھے موت نہ آئی ہے ہے مرے بھائی
 امت کھ لئے آپ نے سر پہنکٹا پایا پانی بھی نہ پایا
 صدقے تری مظلومی کے یہ زہرا کی جانی ہے ہے مرے بھائی
 زینب کا محبوب حال تھا حیدر میں کہوں کیا چھٹتا ہے کلیجہ
 رورو کے ہی کہتی تھی وہ غم کی ستانی ہے ہے مرے بھائی

نوحہ چہارم بیان حضرت فاطمہ

یوں فاطمہ بیان کرتی تھیں بیاں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 مارا گیا لڑتے دہاں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 دریا پہ علمدار کے کانٹے تھے بازو چلتا نہیں قابو
 مارا گیا قاسم سا جوان ہائے حسینا مظلوم حسینا
 اصغر کے لگا تیرے ستم حلق پہ آکر اے شافع محشر
 اکبر کے لگی نوک سناں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 میدان میں لاشہ ترا بے غسل و کفن ہے سب ٹکڑے بدن ہے
 دنیا سے گیا سوائے جہاں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 جنگل میں پڑی دھوپ میں ہے لاش تہاری اے عاشق باری
 صدقے تری غربت کے یہاں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 ملعونوں نے ہے ہے ترا قن سر سے اُٹا رہا پیاسا تجھے مارا
 امت نے زد دی تجھ کو اماں ہائے حسینا مظلوم حسینا
 تنہا خیمہ عصمت میں بیاباں کے محشر میں کیا کہوں حیدر
 سب کہتے تھے با شور و فغاں ہائے حسینا مظلوم حسینا

نوحہ پنجم بیان حضرت صغریٰؑ

صغریٰ نے کہارو کے حضرت جوئے سوار ہے ہرے بابا
 تنہا مجھے تم چھوڑ کر یاں جاؤ نہ زہار ہے ہرے بابا
 تنہائی میں فرقت کا الم سہہ نہ کون گی رورو کے مردوں گی
 کیا گزرے گی مجھ پر کہ میں ہوں صاحب زار ہے ہرے بابا
 سب چھوٹے بڑے آپ کے ہمراہ ہیں مولائیں یاں پہ ہوں تنہا
 اس صدمے کو پہلے بعد کس طرح دل زار ہے ہرے بابا
 سو رہتی ہوں منہ ڈھانپ کر تب کو جو میں دکھیا کوئی ہے یہ کھت
 دوین کو محرم کے کھل جائے گا اسرار ہے ہرے بابا
 صبر آتا نہیں جاتی ہے حضرت کی سواری لے چلے میں واری
 تنہائی میں بیٹی کا نہیں کوئی بھی پر یاں ہے ہرے بابا
 کیا رنج و زیر اس پہ تھا اسے واسے مقدّر فرمائی تھیں روکر
 ہنس میں انوس ہوئی بیکیں و ناچار ہے ہرے بابا

نوحہ ششم بیان حضرت زینبؑ رجال پیران خرد

زینبؑ یہ بیاں کرتی تھیں باحالت مضطر ہے ہرے پتو
 اے عون و محمد میرے جانی میرے دلیر ہے ہرے پتو
 بھانے کو اٹھو کہ ہے خیمہ میں قیامت یہ غیبت کی غفلت
 سرپیٹ کے چلاتے ہیں ہر دم علی اکبرؑ ہے ہرے پتو
 پہلے سے رہے اور پیاس نہ دیا سے بھائی کیا شکل بن آئی
 مادر سے نفا ہو سکے سدھارے سوؤ کوثر ہے ہرے پتو

نوحہ پنجم بیان حضرت صغریٰ

صغریٰ نے کہار کے حضرت جوئے سوار ہے ہے مرے بابا
 تنہا مجھے عم چھوڑ کر یاں جاؤ نہ زہار ہے ہے مرے بابا
 تنہائی میں فرقت کا الم سہہ نہ کون گی رورو کے مروں گی
 کیا کر رہے گی مجھ پر کہ میں ہوں صاحب زار ہے ہے مرے بابا
 سب چھوٹے بڑے آپ کے ہمراہ ہیں مولائیں یاں پر ہوں تنہا
 اس صدمے کی پہلے بھلا کس طرح دل زار ہے ہے مرے بابا
 سو رہتی ہوں مہمہ ڈھانپ کر شب کو جو میں دکھیا کوئی ہے یہ کہتا
 دوں کو محرم کے گھل جائے گا اسرار ہے ہے مرے بابا
 صبر آتا نہیں جاتی ہے حضرت کی سواری لے چلے میں واری
 تنہائی میں بیٹی کا نہیں کوئی بھی پڑیاں ہے ہے مرے بابا
 کیا رنج و زہر اس پر تھا اسے وائے مقدر فسر ماتی تھیں رو کر
 اس سس میں افسوس ہوں بیکس و ناچار ہے ہے مرے بابا

نوحہ ششم بیان حضرت زینب در حال اسیران خرد

زینب یہ بیاں کرتی تھیں باحالت مضطر ہے ہے مرے بچو
 اے عون و محمد مرے جاتی مرے دلبر ہے ہے مرے بچو
 بھمانے کو اٹھو کہ ہے غیمہ میں قیامت یہ فیند کی غفلت
 سر پیٹ کے چلاتے ہیں ہر دم علی اکبر ہے ہے مرے بچو
 پیاسے رہے اور پیاس نہ دیا سے بھجائی کیا شکل بن آئی
 مادر سے خفا ہو کے سدھارے سوڑ کوثر ہے ہے مرے بچو

| | |
|---|--------------------------------------|
| ناریوں نے دیکھا خوف عذاب و دوزخ | تیرے خیمہ کو جلا یا میرے مظلوم حسین |
| روئی تم کو جو سکینہ تو طمانجے اسکو مارے | رحم اس پر بھی نہ آیا میرے مظلوم حسین |
| قتل تم ہو گئے وہ بھی تنہا بیٹا | کون اب بچا دلا میرے مظلوم حسین |
| رورو کہتی تھی کہ بابا کو بکلا دو اماں | ہے سکینہ تیری شہید میرے مظلوم حسین |
| کس طرح سے دل بیتاب کو بچاؤں میں | دشت غربت میں تنہا میرے مظلوم حسین |
| ماں ہو قربان ترے صبر کے ہاتھوں پر تر | تیرا صغیر کو لگایا میرے مظلوم حسین |

نور اب یہ ختم ہو عرض یہ کرتا ہے وزیر
نار دوزخ سے بچانا مظلوم حسین

سبیل نامہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

| | |
|--------------------------------------|--|
| پانی ہو تو یا کر و پیاسا سلام کی | پیا سوا یہ ہے سبیل شہیدوں کے نام کی |
| ہے یہ سبیل اس شدہ عال مقام کی | آہستہ چہ جس نے آتش دوزخ حرام کی |
| لذت ہے جس کے پانی میں کوثر کے جام کی | ہو گی نجات اس سے ہر ایک خصوصاً عام کی |
| اول تو وہ شہید ہے زہرا کا نورین | شاہ شہید خستہ بگڑتہ لب حسین |
| پیاسا ہوا ہے ساقی کوثر کا نورین | اس تشنہ لب کے واسطے روتے ہیں کر کے مین |
| پھر بعد ان کے آئے وہ عباس شہسوار | راہ خدا میں مکر دیا جی جان کو نثار |
| دریا کنارے ٹھکڑے ہوا پیاسا بقرار | رورو کے اس کا نام لو اور غم میں آہ مار |
| پھر اس کے بعد آئے وہ اکبر سانو جوان | صورت میں جس کی شکل محمد متقی عیاں |
| اراستہ گروں جو اس شیر کو دہاں | پیاسا ہی مر گیا وہ جوان ہاؤ دوستاں |
| پھر وہ جوان جس کی لگی موت سرنگن | دو صاحب پیاسا مر گیا روتی رہی دھن |
| جوڑا شہبانا اس کا ہوا پیاسا میں کفن | سہرے کے پر زری ہو گئے ٹکڑے ہوا بدن |
| پھر بعد اس کے آئے وہ شش ماہ کا صغیر | اس تشنہ لب کے حق ظالم نے راتیر |

| | | |
|--|--|--|
| <p>شہادت نامہ کو مستند تھا اگر وہا شیریں نے عرض کی کہ خوشامد میں سے ہر کسب تک تم کو کسے شہرہ بولے مقرر شیریں نے چہرہ چمکایا آپ نے نہ یہ قصد یہ ہے کہ جو کہہ رہی خدا شیریں نے عرض کی کہ کیا آپ نے کہا شہادت نامہ کا ایسا ہی وہ وقت ہو گیا ہاتھ کے گرد چہرہ کی چہرہ خوشحال چہرہ تہا کہ وہ وقت تہا کہ میں کمال اب یوں بیان کہ راوی شیریں کلام کا وہاں ایک یہودی کی ہوتی تھی ہاتھ ہاتھ ان کے چہرہ میں قتل ہوا شیریں حسین سر پہنے کی حالت کہ کانا شیریں روز ازل سے آج تک یہ نہیں سنا وہ وہ بھی امام نے اپنا دانا کب اب اس طرح سو کھتا کہ راوی معتبر کفار نے قیام کیا اس مقام پر شیریں نے جو کسیر لایا فلک جناب ہاتھ کی تواضع و دعوت میں ہر خواب شیریں کہہ رہی تھی شہر نامہ جہاں تو شہر کو کہہ کر وہ دیر زینہ سار یہ بات شہر شہر شیریں ہاتھ</p> | <p>یہ تو شہر کو کہہ رہی تھی سو جانتے آؤ کہ جو کہہ کر وہ یہ ان کا حبیب وعدہ وفا کی بات کہ اس سے تنہا تم آؤ گے کہ مع آلی مصطفیٰ شہر کتب میں کہہ کر تو کہہ رہی تھی اسے نہ کہیز ہو کہ نہ سمجھو گے اپنی کیا گو دعوت حسین تو کہہ نہ پائے گی یہ کہ طاعن رہی ہے ہاتھ کیا متعال گویں کہیں ہوا آپ میں ہو کہ ہاتھ شیریں نے سو شام گئی غم میں مبتلا پہنچے جو کہ طاعن تو کہہ نہ پائے گی دریا پیاسے مار گئے تھے حسین غل تھا کہ شہر نے وعدہ طعن او گیا مرنے کے بعد کسی کو نہ ہو کہ ہونا کوڑ سے کاروان شہر ہو کہ ہونا وہ اہل بیت حرم شاہ محمد رہے اعدا تو فرشتہ کہتے تو کہہ رہی تھی اس کو کیا کہتے کہ وہ میان حوا یہاں کا پڑا آہ نہیں ہو کہ وہ میان ہاتھ چہرہ کھل گئی شہر کی ایک بار لادہ خبر تھی کہ اس قصد تمام سے اٹھا جو اپنے گھر سے تو کیا یہ ماجرا</p> | <p>پھر کہلائے ہو کے تو کہہ رہی تھی اس دن نصیب ہوئی مجھے وہی محبوب اقرار یہ حسین کا ہر سر کے ساتھ ہے شہر بولے سا کہ نہ رہے ساتھ آگیا عجب کہنے کہنے کی ہو کہ نہ رہے ہم کہانے آپ کی لایا طعام میں مصطفیٰ اسے تو شہر تو کہہ رہی تھی ہاتھ کہہ کہ ملک کہلائے کہ کہ آپ کا حال انھوں نے در دل سو فرشتے ہو کہ ہاتھ ہاں بعد کہنے وہ کہہ رہی تھی شہر کیا نزع میں طاعن کے ہر کال تھا اعدا نہ پاک ہاتھ کیا کہ حسین وقت پر حسین نے اپنا دانا کب شیریں جو حسین نے ازار تھا کیا تیرے پر حسین کا تیرے گھر چلا ایک تہہ کہ کہہ رہی تھی شہر قیدی میں رہے ہیں ہاتھ کیواسے یہ کہہ رہی تھی خواب میں فرزند تو راہ ایک شہر کتب میں تراہان سے شہر اپنے کہے گئی ہو کہ ہاتھ حیدر کہاں میں کا اٹھا قیام سے کچھ بیسیاں زمین پر بیٹھی ہیں ہاتھ</p> |
|--|--|--|

| | | |
|---|--|---|
| <p>یہ زوں پر سر کے اشارہ ہی جسدا عالم کا رشتہ کے تھے ہو گیا ہے کیا مارا گیا وہ خیر جلا اور گھر لکھا وہ مردوں اور دوسکے مجھے کچھ خبر نہیں وہ کھلا کے سب سے دیر سے سولا نہیں شیریں کو جا کر نہ ہر شیریں کی دی خبر کچھ کھلی ہی بیباں کچھ سولی پر فدا خیر میں کوشش رو دہائی جنت یہ خبر اور کل شہر بانو کی اس کی بڑی نظر شیریں پاؤں چمکے تھے کیا سیاں آقا پر کہاں پر شیریں ہی کہاں بالو سہر کو بیٹ کر شیریں سے کہاں اب کون نام کو لیکے جا ہیں اشتیاق شیریں میں لٹ گئی نہ اسٹہر ہوا نام بے دودھ خچہ پہنے کا سٹہر ہوا نام عابد کی اس پھر گئی شیریں جگر نگار آنکھیں جھکا کے وے نہ تھار نامدار</p> | <p>انہی باتوں پر اسکو جلتا کا شوق سو دھرم کو رات کی وقت سیاں ہوا افسوس جس حسین کی کوکھ میں ہے میں کھنکھاتا تھا قیاس یا فوج میں لے دیکھ مرتبہ توڑتے ہر قہر کا کچھ اور مطلع نہ کیا یہ کہاں گھر حلو میں کالم کے محال نباہ ہیں بسا خندہ و گھر سے کل آنی کے طرہ میں آپ کا ہے کیوں سر کھلا کیا آپ کے سر پہ ہوا قلم ناگہاں بستی پر چاتی بلر بناویہ کیا ہوا رہا ہوا کاسیر کے شگلا تیغ سے کٹا اس طاب خواب میں جا بجا پیری اشارہ میں برس ہر اکبر ہوا نام الفت مجھ تو ہی اس ہے شیریں غرار پاؤں پر گر کر کہنے لگی میں زریں رثار آئندہ خزانہ طرہ لایے نقاب سے</p> | <p>زنجیر سے بند ہو نہیں گز نہیں ملحق ہے غم کہیں میں کھلیا تو نہیں ملنا بے گور کر لایاں بڑی ایک لاش ہے لے آیا اسکو شہر پر شاہ کے قریں یہ حسین کا ہے یہ لکھ حسین کا اک فوج ریر قلعہ مجھے آنی کو نظر چمکے یہ میاں کو کسب گناہ ہیں نہ دیکھ جب اسیر ہوئے پھر چہرہ تر بے خوں بسا کلمہ پر کر تا ہوا ہوا سند آپ کو بڑھا دی نقد ہوا کوئی کلمہ کس کا دیکھیں ہوں میں ہوا فوج مزید نے مجھے محسوس کر لیا لوٹی گئی اسیر ہوئی بے دوا ہوتی کس کی تھمہ کو نام لونا سٹہر ہوا نام اسٹہر کا کڑا سٹہر ہی نہیں پیادے قرآنے کہ مذکوروں کیا میں بیقرار رو کھو چا دریں کہ یہ کار ثواب ہے</p> |
|---|--|---|

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روایت شتر سوار بی بی صفراء

ہے روایت شتر سوار کسی کا تھار سول | ان دلوں شہر دینہ میں ہوا کا نزول

| | |
|--|--|
| جس محلہ میں ہم رہتے تھے حسین و بتول | ایک لڑکی گھڑی دروازہ پر بیٹا و طول |
| خط لے گئی تھی پردہ کو قرین زار و زلزل | ادھر آجھہ کو خدا کی قسم اسے ناز و سول |
| ناگہاں سن شتر اسوار وہ آواز حسریں | پادرب آن کے کہنے لگا پردہ کے قرین |
| کوئی اس گھر میں لاسے کو زری ہے کہ نہیں | اتنی سی عمر میں کیا آجھہ ہے جلد ہے عکسین |
| کوئی قوم کی تولد کی ہو تو بیمار و غیر | کیا ترانام ہے تو کس لڑی ہے دلگیر |
| وہ لگی کہنے سن اسے بندہ سنی القیوم | میرا نانائیتی ہے بابا علی باب علوم |
| یہ محلہ بنی ہاشم کا ہے سب کو معلوم | اور میں لڑکی جو ہوں دکھ کا مضموم |
| فائلہ صغرا اسی واسطے کہ میرا نام | دادی زہرا کی سی صورت زری پیری تمام |
| اور چھامیر حسن زہر سے جن کو مارا | بعد اس کے کوئی اس کنہ کا والی نہ مارا |
| ایک جیتا رہا سوا میرا حسینا بابا | وہ بھی میرا بھی جیوڑ سفر کو ہے گیا |
| اب تک بھوک نہیں اسکی خبر کچھ معلوم | اتم سوتہ مری نانی تو ایک گھر میں مضموم |
| ایک توفیق کشتی دوسرے میں ہوں بیمار | ایک دانہ نہیں کیا دولٹھے اے ناز و سوار |
| ایک متنع کہ میرے سوا ہر دہی ہوں انکار | میں نے تختہ حیر بھائی ہر خط لکے سدا چار |
| کہو بابا اس کو ہے فائلہ صغرا ہے چین | نام لے لےکے وہ مر جائیگی کہ کہہ کر حسین |
| اسلئے میں خط لکھے دیتی ہوں اے ناز و سوار | کر بلا کی مجھے ہو آتی ہے تجھ سے ہر بار |
| میرا بابا بھی ادھر ہی کو گسیا ہے ناچار | مگر ترا ہو بھی اس شست کے میدانیں گزار |
| کہو رو رو کے نہانی یہ میرا سب سے پیام | بندگی جیوڑ کو مری مہوڑوں کو سلام |
| مری مل جائے سے کہو کہ تم وقت نہ کیجیو | میری جانب سے سکینہ کی بلا میں کیجیو |
| اور میری بہنوں کی ہی رو رو کہہ دیجیو | کھانا وال کھاؤ تو بانی یاں ان کے کیجیو |
| بھائی اکبر سے یہ کہو کہ وطن کو جاؤ | پھر بابا کو دے پئے کی طرف لے آؤ |
| دوسرے بھائی کو کہو کہ پیار ہی نہلاؤ | میں اسی فکر میں دن رات کرتی ہوں غملاؤ |
| رہم دینا ہے یہی کہتے ہیں سب آدم زاد | دور کے پھر لے ہو دیکھو کوئی کم کرتا ہے یاد |

| | |
|--|---|
| تم مری یاد دلانا بابا کو پھر و گھر کو | ایک باری مجھے دکھلاؤ شہر صفدر کو |
| مہلوں میں جائے سہو کہو کہ اسے صفر نادان | گھر کے آگن میں ہو خالی تر و صبر کا مکان |
| نہنے پاؤں کا دیکھوں ہوں جس جا پر نشان | اس جگہ آنکھیں بھاتی ہوں میں ہو کر قربان |
| تم اشارے سے یہ کہنا پڑو مان کو | پھر بھی دیکھو گئے کبھی روضہ پیغمبر کو |
| شاہ قاسم سے یہ کہو کہ چیرے بھائی | اپنے لشکر کی خبر بھی نہ مجھے بھجوائی |
| چھاؤنی کون سے پردیس میں تم نے چھائی | یار کر اپنا وطن دیکھ میری تہنائی |
| تم شہر میں سے یہ کہو کہ ہن کر دیکھ | جلد لو اس کی خبر حال ہر اس کا شیر |
| بھائی اکبر کو بلا ڈیوڑھی یہ یہ کہہ دینا | تیری صورت کو ترستی ہے پیاری بہنا |
| اے مرے بھائی خبر بہنا کی جلد لی لینا | اپنا دیدار مجھے جلد شہستانی دینا |
| ایک زار میں اپنی ہوئی ہوں بھوش | دوسرے میں بھی ہو میری طرف سے خاموش |
| میں یہ کہتی ہوں چچا سے کہ تمہارے داری | کیا سکینہ ہی بھتیسی ہے تمہاری پیاری |
| اس کو پھر لیتے گئے کرتے ہوئے دلداری | مجھ کو خط بھی نہ لکھا تم نے چچا اک باری |
| اب مجھے اپنی سکینہ بکھیلے یاد کرو | مجھے بابا سے ملاؤ مراد دل شاد کرو |
| بی سکینہ سے بہت کہو کہ بھولی بہسن | ہن ترے واسطے یہ گھر ہے مرا بیت المومن |
| رکھیں آئی ہیں بھائی کی ترے کارن | دن میں سو بار بھی کرتی ہوں پس میں سخن |
| فاطمہ صفر اس سکینہ سے ملے یا اللہ | یا سکینہ ملے جو اس کو شفا ہو دلخواہ |
| یہ پیغم انت سنا فاطمہ صفر ابی | خط و مقنع شتر اسوار کو جو دینے لگی |
| اس نے مقنع دلیار کے کتابت لاری | وقت رخصت یہ کہا دکھانے سے بھائی |
| جگ میں روتا ہوا قاصد جو کہیں جاتا ہے | یہ مقرر ہے وہ موتی کی خبر لاتا ہے |
| سن کے چپکا ہوا منہ پھیر کے وہ ناؤ سور | ہاتھ لاؤنٹ جلا چھوڑ کے مدینے کی دیار |
| جس طرف دیکھا کہ جنگل میں اٹھا ہنگام غبار | دوڑ کر لو چھتا ہر ایک مسافر کو بھار |
| لشکر ابن عسلی سے جو کوئی ہو آگاہ | مجھ کو بتلا دو نشان اسکا برائے اٹھ |

| | |
|---|---|
| مومنوں یا سکیوں ہے روایت کا بیباں | کر بلا میں جو گھر لشکر دیں کا سلطان |
| بے کس دے بس و اہل حرم مگر یکساں | یعنی رخت کا پسر ابن علی قشتہ دہاں |
| راہ دیتے نہیں جائیگی کہیں لشکر شام | کئی دن ہو گزرے ہیں پہلے آب و طعام |
| الغرض رات محترم کی جب آتی دھوپ | جاگتے جاگتے نکلیں جو نہی ہونگی لگیں |
| خواب میں دیکھا کہ اک بی بی پر دکھیا غمگین | سر کے بالوں سے رو رو کے وہ جھار جھریں |
| اپنی ہاتھوں پر ہنسا کرتی کر جاگہ ہوار | خاک پر بیٹھی ہے جنگل میں اکیلے لاچار |
| دیکھ بانو نے کہا کون ہے تو دکھ پائی | اپنا گھر چھوڑ کر جنگل میں جو رونے آئی |
| کس کے کارن تجھے اس بن میں مصیبت آئی | میں بھی مسکوم کروں کون ہے تو دکھ پائی |
| اپنی ہاتھوں پر سنواری پرز میں کس کیلئے | سرکراؤں کی بہاری پرز میں کس کیلئے |
| وہ کہنے لگی کہ کیسا پوچھے بانو بیٹی | فاطمہ زہرا جسے کہتے ہیں میں ہوں بی بی |
| کل میرے للہ حسینا کی ہریاں تو دیکھی | اسے نیسا سے کل ذبح کرینگے کوئی |
| ہم صوڑ جائیں گے جو اکیلا رہ جائی کو | اسکے لاشے ہیں میں بیٹھو لگی ٹھکانی کو |
| فاطمہ سے جو سنی خواب میں بانو نے یہ بات | نہیند کر چوک اٹھی دیکھا تو ابھی باقی ہے رات |
| خوف کے مارے بہو دوڑی گئی ملتے ہاتھ | خاہ سے کہنے لگی صبح تمہاری ہے وفات |
| خواب میں میں نے یہ خبر اس پر سنایا تبیر | جلد اس خواب پریشانی کی بنا و تعبیر |
| شاہ بانو سے بچے کہنے کہ اسے نوٹس جاں | خواب سچا ہے ترا صبر سے تعبیر بیاں |
| میں ترسے پاس کوئی دم کا ہوں اس جاہاں | گود خالی ہے تری اسفر مسکوم کہاں |
| پہلے سر کہنے لگی جھوٹا میں بیباں بن ٹھیر | بچکیاں نے لیکے تڑپے پر لال سنیر |
| کٹ گئی رات جو بانو کو وہ روتے روتے | ایک دکھ دار پر صبح کو ہوتے ہوتے |
| بی بی سکینہ کی کھلی آنکھ جو سوتے سوتے | العطش کہتی ہوئی جان کو کھوتے کھوتے |
| آہ غریب کی چھاتی پر وہ بچی مسکوم | گود میں گر کے دکھانے لگی سوکھا حلقوم |
| شاہ مصروف ضابطے سے چھپا یہ بیتاب | ایک بیک صبح شہادت دے اٹھائی نقاب |

| | |
|--|--|
| گود کے بیچ پڑی تھی وہ سکیڑہ بیتاب | سامنے بانو بھاری کہ ہے اصغر بیتاب |
| پانی اتنا لاؤ کہیں سے سکیڑہ کیلے | نکار کر بوند کوئی اس کو اصغر بھی پئے |
| شاہ پانی کے لئے نکلے جو گھر سے باہر | دیکھتے کیا ہیں کہ سب یاد گئے ہیں یاد |
| نہ بھیتا ہی رہا اور نہ برادر نہ پسر | ہائے بن پانی ہوئی بن میں سافربے گھر |
| شاہ لاشوں پہ نظر کر کے جو آئے بن میں | کہا بانو نے کہ اب حال نہیں اصغر میں |
| پھر تو اصغر کو سسکتا ہوا الیکڑ شہ دیں | بن سکیڑہ کو چپے چھوڑ کے پاسا علییں |
| مانگے پانی گوداں آئے جہاں سے وہ لیں | دونوں ہاتھوں پر دھرے بچہ کو ہر اک کے تیں |
| کھڑے دکھلاتے تھوڑے سیٹھے بچہ شہ | اس سر زنتے سر بچہ کو تو صغیر سا پنیہ |
| لال اپنی گود دکھاتا رہا ہر چہند امام | مانگت پانی رہا لے لے کے اصغر کا نام |
| تو بھی ہرگز نہ دیا پانی کسی نے اک جام | دیکھتے تھے کھڑے رہتے تھے سبھی ساکن شام |
| تیر تامل جو کشند ونگی کہاں سے چھوٹا | چھیدا بچہ کا گلا باپ کا بازو ٹوٹا |
| تر ہوا خون سے اس لال کا جسم حقوم | لے چلے بانو کے دکھلانے کو مردہ معصوم |
| گھر میں آدیکھا تو بکے ہے سکیڑہ معصوم | کہا بانو سے کہ اب جینا ہے میرا معصوم |
| یاد سب مر گئے کہیں رہا تنہا شہ تیر | دیکھتے آؤ دکھاتی ہے مجھے کیا تقدیر |
| گود سے اپنے دیا گود میں بانو کہ وہ لال | اپنے بازو کو رکھ یا کہ یہ ہے میرا سال |
| دیکھیں آئے سکیڑہ مرے آگے فی الحال | وہ مجھے مانے رو دیکھی نہ چھوڑی حبال |
| بیمبوں نے جو کیا آنکھے اصغر پہ اہوم | اوداع کہہ کے چلا مرے کو شاہ معصوم |
| شاہ روئے ہوئے خیمہ سے جو نکلے باہر | لے رکاب آئے شہادت نے چڑھے گھوڑے پر |
| دیکھتی رہ گئی دروازہ پہ بانو بے پر | وہ اصغر کی دکھا کہنے لگی یا سرو |
| تم چلے مرنے کو اصغر کو بھی گڑھا جاؤ | میں کہاں بیٹھوں مجھے آسرا بتلا جاؤ |
| اتنے میں عابد بیمار پریشان احوال | اتنے کا ندھریہ دھریہ بھوپیاں ہر اندھ حال |
| دیکھتے ڈیوڑھی تلک آئی ہیں بابا کا جمال | بیٹھ جو کھٹ پے لگے کہنے یہ بابا سے سوال |

ہاں

نہیں

نہیں

میں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

| | |
|---|---|
| بچہ میں طاقت نہیں اور تم کو ہوں لاچار جدا | فی سکیڈ جہی پیاسی ہو میں بیمار جدا |
| بچہ کے عابد کی طرف رو کے پکارے شب بیدار | واسطے پانی کے مارا ہوا صغیر صغیر |
| اور کشنہ نے لگایا ہرے بازو پہ تیر | شکر ہے یونہی لکھی تھی مرے حق میں تقدیر |
| اب بکینہ بکھیلے اور تری خاطر حاد | مانگے جانا ہوں پانی یہ نہ دینے کے جلا د |
| سے مرے عابد بیمار یہ وہ دن ہے آج | تن مجھ روح پڑا ہو گا کفن کا محتاج |
| اور مرے سر کو تو نیزوں پہ لے گی معراج | بعد مرے ترے سر پر ہے امت کا تاج |
| اہل بیت نبوی کا تو ہی اک دان ہے | جان کا تیری تو اللہ ہی رکھوالی ہے |
| یہ سن سنے شہ دیں نے اٹھایا گھوڑا | اپنا سوس کور دنا ہوا گھر میں چھوڑا |
| جا کشنہ دوس لگا لگنے پانی تھوڑا | ایک عالم نے لگا تیر کساں سی چھوڑا |
| کھینچ مارا الب دیاں پر شہ دیں کے | لگیاں منہ سر میں پاؤں ہو بھر کے |
| دوستان اور رستم کو فیاں چو میں ہزار | تن تنہا شہ مرداں کا سہر ایک سوار |
| کھیت میں لڑتا تھا پیاسا نہ دھار نہ یار | پشتہ خاک پہ اکدم لیا گھوڑے نے قرار |
| اہل بلندی کو اور چڑھ کے امام دو جہاں | پوچھتا تھا ہونہوں کو کھڑا نشہ دہاں |
| ہاتف غیب سے اس آن میں آتی یہ ہدا | جیسے لڑتے ہیں بشر ہے جیسے وہ جنگ روا |
| اے حسین ابن علی زور امت بجا | حلق کٹوانے کے وعدہ کو تو کو اپنے وفا |
| یہ نہا سنے ہی سرور نیلیا اٹھ کو تمام | سر جھکا قبلہ کی جانب کیا خالق کو سلام |
| شاہ نیتب تو غضب سے وہیں کھینچی تلوار | اٹ گئے لوگ میں گھوڑی کو دبا کر اکبار |
| برجی و تیر و ستاں لے لے کر دوڑے کفار | پیاس کے مارے دتا جان کو سرور کی قرار |
| پیش پڑے تے کھڑے ایسی پریشانی میں | ایک تیر اور لگا آن کے پیشانی میں |
| اور مدینے کی طرف سنہ کئے اٹھوں کو اٹھا | سر کئے کنبہ کی بوتھوں کو اشارے سے بیتا |
| نام لے لے کے شہیدوں کا یہی کہتا تھا | دیکھو اسے ناناہی حال مرے پیاروں کا |
| اٹھ موندھوئے کشاں وہ پڑا ہی عباس | اور کٹی مشک و علم رکھی ہر وہ لاش کو پاس |

| | |
|---|---|
| بکھرا کبر کو کہ ہے خون رواں نالو سے | تیری صورت کو نہ تھا فرق جسے یک مو سے |
| اس کا کھرا ہوا چھا خاک بھرے گیسو سے | یہ رستم بہتا ہوں قت کا انتہا دی رو سے |
| میں اشم کو بڑی ہیں کئی ہندی بھری اتھ | اور سر گھیر پڑی پرواں مردوئی برات |
| لاش کے پیچھے جو قاسم کا ہے تنہا لاشہ | یہ وہ شہ بالا ہے دولہے کا برائی چھوٹا |
| جس کو شربت کے عوض پانی کا قطرہ نہ مل | یعنی اصغر ہر معصوم پیسا را بیٹا |
| یا نبی میں تو ہوں نرغہ میں مدخر کدور | پشتہ خاک پر ونا ہوں پڑا خوش چہر |
| ستاہ کو گھیری ہو زرن میں کھڑے تھے کفار | ناگہاں سمت مدینہ سے اٹھا ایک غبار |
| سر سے خطا بندھے ہو کر دسی نکلا اکبار | دوستو قاصد صغرا ہے یہی ناقد سوار |
| فوج ظالم کئے آگئے لگا دی یاراں | ہر کہاں بن علی لشکر دیں کا سلطان |
| وہ لگے کہنے ادھر دیکھ ار سے ناقد سوار | جسکو تو پوچھے ہر گھال پر وہ گھوڑی پہ سوار |
| بکھیر دوڑا وہاں تانے ہوئے ناقد کی مہار | سر سے خطا کھول بٹھا اونٹ کو اترا اکبار |
| چرخہ بٹشتہ پہ جو دیکھا تو بیل ہر امام | سر جھکا شاہ و قدووں پر گر کر کمرے سلام |
| شاہ زحیٰ نے دیکھا لو ہو بھرا ایستاد | لال رخسار پر آنکھوں سے بہا کر آنسو |
| اور کہا میرے بھی کٹ گئے ہم ہم بازو | اس شخص وقت میں کون ایسا دلا رہے تو |
| وہ لگا کہنے کہ ایک لڑکی کا خط لایا ہوں | گھر کو دروازہ پر روتا سی چھوڑ آیا ہوں |
| بے زاری سے کہا شاہ نے خط مجھ کو دکھا | داغ پر داغ الم پر یہ الم مجھ پہ ہوا |
| بھائی قاصد مری بیٹی ہے صد ادا دلا | اچھے ہونے کی خبر مجھ کو زبانی تو سننا |
| بیٹہ سر کہنے لگا کیا کہو میں سرور دیں | وہ تو بار ہے تم بن اسے آرام نہیں |
| ماں بہن بھائی چچا چھوٹی خدمت میں سلام | اور یہ خط بھیجا ہر تم پاس لے لیجئے امام |
| شاہ لیتے ہی خط چھوڑے گھوڑے کی لگام | قاصد صغرا کا نام پہ لکھا دیکھا جو نام |
| خط کو آنکھوں سے لگا گھوڑی کو روکا اکبار | چلے لاشوں کی طرف روتے ہوئے زار و زلزل |
| خط کو چھاتی کر گائے ہوئے اور آنکھوں سے | اور جہاں پوچھتے جاتے تھے لہو زخموں سے |

| | |
|--|--|
| آن کر کہنے لگے کھول کے خط لاشوں سے | بھائیوں تم میں جلاش ہر کشمکشوں سے |
| پہلے اس صلیب گئے بڑی کو خط لایا ہوں | خط صفر انہیں قسمت کا لکھا لایا ہوں |
| یعنی عباس علی تم سے میں کرتا ہوں کلام | تمہیں بھیجا ہے جیسی نے دین سے پیام |
| سنو دکھیا کی شکایت کی حکایت کا مقام | لکھا ہے یہ کہ چچا بھول گئے تم بھی ہو نام |
| لی سکینہ کی محبت میں ہو رہی ہو مشغول | یا کسی دشت بڑا میں دن اپنا گئے بھول |
| سکے سوا زوہ دکھیاں بھی روتی آئیں | گھر کے دروازی پہ عابد کو وہ سب پھرائیں |
| دیکھ سرور کو آزا خاک پھسائیں کھائیں | شاہ پڑھنے لگے نامہ تو وہ سب پھرائیں |
| کہا اے بیوہ صفر نے لکھا ہے یہ پیام | بندگی پہنچے ہے باؤ کو سکینہ کو سلام |
| تم کو زینب یہ لکھا ہے بھو بھی جی پیاری | مجھ کو سپو بچوں سے ملا دوں تمہاری داری |
| بھو بھی کشم کو آکسید ہے سو سو باری | میرے بابا کو لے آؤ میں ترے بلہاری |
| یعنی اشم کے محلہ کو بسا شاد کرو | شہر ویران مدینہ کا ہے آباد کرو |
| جہانی صاحب کو لکھا ہے کہ اے پیارے سجاد | میں اسی فیکس میں وزارت کروں ہوں فریاد |
| اے گل باغ علی حق سے مری ہر فریاد | میں تری لونڈی ہو کر بھرے مجھ کو آزاد |
| گوریہ جاکے محمد کی چڑھاؤں چادر | گوئندہ آنکھ میں ترس کی پندوں چادر |
| سہرا میں باہر سے بھوں کامن کے روضے | لیکے سنکی بھری شربت کی سراور دھر کے |
| دودھ کو زری صلیب کے ہو کر اتوں پہ صرے | جاؤں زہرا کی میں درگاہ مراد اپنی لئے |
| شاہ قاسم کی میں کدات میں جگاؤنگی | سب مراد اپنی میں اللہ سے بھر پاونگی |
| شاہ گھائل کھرے روئے تھر ہو تھا جاری | لہو سے پانی ملا منی سے واری واری |
| کھل پڑی بابا گے سر سے وہ کتابت ساری | پھر چلی رن کو بلکتی ہوئی وہ دکھیا ری |
| آن کر کہنے لگی تو تھوڑے دکھیا ہے آب | وہ کتابت رہی کیا لکھو صفر کو جواب |
| اتنے میں مانت ہے دین نے یہ ظلم کیا | بات کرنے ددی اکدم اسے جینے دودیا |
| فاطمہ صفر کے بابا کا گلا کاٹ لیا | اکھی ظالم نے ترس کھا کے کفن بھی دودیا |

| | |
|--|---|
| خاک اور خون میں ملا جبہ و دستار علیؑ | جنگ سے پیاسا گیا اب روزا ہوا ابن علیؑ |
| نوح کے وقت بھی موفسان نہ ہوا تھا ایسا | خسانہ ان نبوی خون میں ڈوبا ایسا |
| اے فلک اہل زمین پر یہ ستم ہو کیسا | کب زمانہ میں کسی آنکھ نے ایسا دیکھا |
| خط کر پڑی ہیں کہیں قاصد صفراء کہیں | پڑھنے والا کا کنا سر کہیں لاشیں کہیں |
| تاگہاں دامن صفراء سے کبوتر بے حال | غناہ کے لوہوں میں سب لال کر اپنے پر وال |
| نیم جاں ایسا ہوا آن جو بیٹھا وہ نہ حال | لونگہ کے پاس ترپنے لگا بسل کی مثال |
| سرکئی لاش اکر یاں ہوا بالاشک فشان | ہو پانی ہوا برس نامد مینہ کورواں |
| پیر ہر بیٹھ کے جنگل میں وہ جس خساروتا | پیشینا لو ہو بھرے بازو سے سینہ اپنا |
| وحشیایاں روتے تھے تو وہ خاک اڑا لگے جاتا | خنج غم سے گلا کاٹنے مرغا ہوتا |
| آیا گھر آتے ہوئے گھر سے ٹھکر کر نہ حال | بیٹھا دیوار پہ لہو بھری تھن کو سنہال |
| گھر کو آگن میں کہیں فاطمہ صفراء تھی کھڑی | اتم سلمہ کہنے دوڑی گئی ہے ہے کرتی |
| کیسا بیٹھلے ترے اوپر کبوتر نانی | گو کر قاصد مرے بابا کا پھر آیا ہے ابھی |
| اتم سلمہ نے جو دیکھا تو دہن میں آیا | کہا لڑکی تری بھانپے سے یہ یاد آیا |
| ایک دن خبر صادق نے بھرا شیشہ خاک | بیسے سوئپ کہ اسے رکھو تو اسے بانو پاک |
| لال ہو جائے تو پر جسا یو ہو کر غمناک | کہ حشینا مرالو ہو میں پڑا ہو گا ہلاک |
| اتم سلمہ جو ابھی طاق شیشہ لائی | خاک لوٹو سے بھی رنگین زیادہ پائی |
| دیکھ صفراء نے کہا گھر میں یہ کیا رنگ ہوا | اے کبوتر مرے بابا کو کہاں چھوڑ آیا |
| ماں بہن بھائی چچا پھوپھوں میں کوئی بھی بچا | سکے ہمرائیاں سب روئیں گئے اسکو لگا |
| ایک صفراء نہیں اس غم سے ہوتی بے آرام | بہنی ہاشم کے محل میں دن و رات تمام |
| التاس اب تو سکندر کی ہے یا اللہ | میرے محکوب سے یوں طول عمل ہو کوتاہ |
| بدر ہے جسکی سطر میں کوئی ایک حرف گناہ | واسطہ فاطمہ صفراء کا ہو بخشش کی نگاہ |
| آب رحمت سے میرے جسم کا نامہ صوداں | ہو وڈ شہتیر کے خاطر سے یہ منظور سواں |

مرثیہ در بیان امام زین العابدینؑ و فرزند ان امام حسینؑ

| | |
|--|--|
| شام سے جب کوہ میں آئے زین العابدینؑ | اور سو بابا کا اپنے لئے زین العابدینؑ |
| دیکھ کر لاشہ کو کر کے اپنے زین العابدینؑ | گر بڑے مائی پر اور ملے زین العابدینؑ |
| کیا کہوں کس سے کہوں اس غم نے جو کھالیا | اسے میں جیتا رہا بابا کا جسم آگیا |
| کرنا تھا زین العابدینؑ یہ بن ہو کر بے قرار | یوں لگا زینبؑ سے کہنے اور چہم و شکبار |
| ہائے بابا! ہائے بابا رو دیا وہ آہ مار | جی میں آتا ہے چہری کر دوں بگر کو آہ پار |
| زندگی بھائی نہیں غم سے جو تو بھیت گیا | حیف اس بیٹے کا روزنا جسکا بابا مر گیا |
| دیکھ اس عابد کو رو تاہینتا ہے بے حواس | زینب دل موختہ کہنے لگی جا اسکے پاس |
| اس قدر مینا پہ ہو کر رونے تو اسے حق شناس | تیرے رونے سے تو فانی جاتی ہر دم کی اس |
| اپنے تئیں مارا اگر تم نے اسی ہی آئیں | باب کا ناموں کو سو نہو گئے میدان میں |
| بولی زینبؑ یہ کیاں یہ بات اب دل میں نہ لا | گناہ کر لاشہ وطن کو چلے تو لے کر قافلہ |
| تب کہ عابد نے سچو سچ میں وطن کو جاؤنگا | یہ نہ امت ہے مجھے گھر میں رہیں جاؤنگا |
| سب کہیں گے اپنے زین العابدینؑ کیا کیا | آپ تو جیتا رہا بابا کا سر کٹا دیا |
| موت اگر آئے تو آئے دن میں لاشوں کو گڑا | باپ کی تربت پہ بیٹھوں گا میں اب تکیہ لگا |
| تم بڑی ہوسار دگر میں اسے سچو سچ بھر خدا | ساتھ تم لے جاؤ اپنے یہ وطن کو قافلہ |
| مخروطن والو مجھے پوچھیں کہاں میں یہ آہر | کہو بیٹا باپ کی تربت یہ پوچھا فقیر |
| تب لگا چالی اس زینبؑ یہ بولی نیک ذات | میں تر و صدھے مئی اسے عابد والا صفات |
| جیتے جی بنیا نہیں چھوڑینگے ہم اب تیرا | چھاتی پھٹی ہے مری کہتا ہر کسی تو یہ بات |

| | |
|---|--|
| والی تھا جو مرگیا ادم پر یہ آفت پڑی | باپ کے پیچھے ایسا گھر بنوا لا گھڑی |
| الغرض اس گھنگو میں وقت شب کا جب ہوا | ایکازینب نے کہ آیا شیر و اس روتا ہوا |
| لاشہ شبیر کو گودی میں میں نے لے لیا | ڈر کے تب زینب بکری دیکھ ایزین العباد |
| شیر کیوں روتا گھڑا ہے اب یہاں یہاں | لاشہ شبیر لیکر گود کو درمیان میں |
| کیا کسی نے اس کے بچے مار ڈالے ہیں یہاں | یا کہ حسینہ کسی ظالم نے یا اس سس کا مکمل |
| جو کہے ریادرتانا کے لاشے سے یاں | سُس کے یہ چہرہ بھی سے بولا شیر کو عا بد ویاں |
| سچ بتا شیر تھ پہ آج کیا پیدا ہے | کون تیرا مر گیا کرتا جو تو فسر یاد ہے |
| چاک مت کر تو گریباں خاک مت سر پر اڑا | رکھ جو کچھ ہو مجھ سے کہ اس لاش کو موت اڑا |
| لاش یاں کی ہے جس کا باپ ہے شیر خدا | تب کہا اس شیر نے پوتے کی موت عوف کہا |
| شیر مغل کا نہیں ہوں شیر حق میں آپ ہوں | لاش گودی میں ہر سیری میں تو اس کا باپ ہوں |
| میں بچہ میں تھا مجھے جبریل نے آکر کہا | شیر ق بیٹھا ہے کیا پوتا تار ازین العباد |
| قید سے لایا ہے سر چھڑول کے اپنے باپ کا | جب کہ روح الامیں نے ماں کو روایا بیٹا |
| لاشہ شبیر کو مٹی میں مرنے آیا ہوا | آج میں چایسواں بیٹے کا کوئے آیا ہوں |
| اس نے جب جانا مراد ادا کر اس میدان میں | تب کہا زینب یہ چہرہ بھی روتی تھیں لیان میں |
| سچ ہو شیر خدا طاقت ہے جس حیوان میں | جو قن شبیر کو لے گود کے درمیان میں |
| بکے وہ ہاتھ سے یہ کہنے لگا کیا دیر ہے | مانگ لوجا ہو جو کچھ آیا خدا کا شیر ہے |
| جب سنا سب نے کہ یہ شیر ہے شیر خدا | بادب تسلیم کر کے تب دیا سر کو جھکا |
| کر کے مچھاسب سے پہلے رو رو ہونے کہا | سُن لو میں کوئی بھی فسر یاد دیر یا رفتی |
| تم نے تو مردہ جلایا جب بخت رہا ہے | کیوں نہیں مینا جلاتے اس میں کی بھڑا کر |
| تب علیؑ بوسے ہو کر سچ ہے یہ مہرور ہے | فضل سے اللہ کے ہم کو بڑا مہرور ہے |
| مردہ کو اس دم جلانا میرے تین کچھ دور ہے | لیکن ہاں البتہ ہم کو صبر اب مٹھور ہے |
| جا نہیں دم مارنے کی کیا کروں تقدیر کو | کر چکا بانو فدا امت ہے میں شبیر کو |

| | |
|---|---|
| دوبری کرتا تھا وہاں بانو کی یوں شیر خدا | اتنے میں جبرئیل نے زہراؑ کی یوں جا کر کہا |
| چین سے بیٹھی ہو کیا پوتا زین العابدین | شام سے چھڑوا کے سر لایا ہے اپنے باپ کا |
| پاشانی دیکھ تو بی بی وہ تیرا نور عین | کوئی دم میں خاک کی پوند ہوتا ہر حسین |
| جب سنا یا زہراؑ کو روح الامیں نے یہ بیاں | بجینی جہ کے انگھڑی مٹی باپ کی تربت جہاں |
| سر پہا در پیدیک کرتب وہ پچشم خوشاں | بول پیغمبر سے میں آئی نصہ آہ و فغاں |
| بیٹھے جنت میں رہو اگر اسے شاہ نیا دین | یا جلو گے دیکھنے اپنے نواسے کرتیں |
| سکے یہ بیٹی کی بولے وہ رسول پاک ذات | جس کو رکھتا تھا لپٹ چھاتی پر مے دن و رات |
| دیکھے سراپا مری امت کی اس نے کی نجات | اس کے ماتم کو چلوں کیونکر نہ میں والاصفاں |
| بس صحن جاتی نہیں در دل بہت لگی کر | لے چلو جنت کی مجھ کو جس جگہ شہید ہے |
| اتنے میں زہراؑ نے جا کر سحر حسن سے کہا | آج ہے چالیسواں میثا ہمارے بھائی کا |
| بھائی چل کو تم بھی دو بھائی کے لاشہ کو اٹھا | کیونکہ اس بھائی کا تہہ بھائی یہ ہیگا حق بڑا |
| اس نے نہ لایا تھیں تم اس کو نہ لائے چلو | اسے گھرا تھا تھیں تم اس کو گھروا لے چلو |
| ساتھ سب کو لے چلی زہراؑ جو دن کو بقرار | آ کے تب حوریں بیکاریں اسے بنی کی یادگار |
| لے بی بی تم کہ مر جاتی ہو پردہ کو اتار | سکے زہراؑ یہ نگئی کہنے جو حوروں کو بکار |
| حال مت پوچھو تم اس دم جو دھجہ بھال کا | جاتی ہوں چالیسواں کرنے میں پر لال کا |
| کچے حصوں کی یہ درد دل وہ بی بی جب چلی | کر بلا کے دشت میں بھڑکی وہ ردنی پیشی |
| شور سن عابد یہ بولے اے مرے دادا علیؑ | کون آتا اب ہے روتا آہ کرتا اس گھڑی |
| تب علیؑ بولے کہ بیٹا فاطمہؑ چلتی ہے | لاش پر بیٹے کی تیری داری رنے آتی ہے |
| الغرض جب قافلہ فروروس کا پہنچا دہاں | دیکھ کر اس دشت کو بولے رسول اللہ وہاں |
| میری امت کا شفاعت کرنیوالا ہو کہاں | دیکھو یہ شہید ہے میدان میں لوہو لہاں |
| لے بی بی تباہ اس نعل کو گود کر درمیان میں | لگ سکے شہید کے روئے بہت میدان میں |
| مصلطے و مرتضے مل کے روتے تھے وہاں | اتنے میں زہراؑ لگی کہنے پچشم خوشاں |

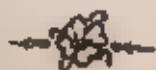
| | |
|---|---|
| گود میں میری بھی دو بیٹے کو اب ای باب جان | جب بیٹے نے لعش دی رو رو کو تب کھولی زبان |
| اڑ میں کس کس کوں تجھ پہ بیدار ہے | بے گناہ مارا گد بیٹا ہر افریاد ہے |
| لاش بیٹے کی لگا چھاتی سے وہ حسد گر | کو کہ کڑی پھرتی تھی رہڑاؤں با چشم تر |
| تب بچے کہنے پیسہ لے کر میری نور نظر | وقت رونے کا نہیں بس صبر کر لیں صبر کر |
| بخشش امت کی اگر منظور ہو اس نہیں | لالا پنا سو نہ پس خاک کو میدا نہیں |
| نام جب امت کا آیا تب وہ یوں کہنے لگی | بابا جی منظور ہے امت کی بھکو مخلص |
| یہ ہو کا جوش تھا بیٹی جو یاں میں اس گھڑی | وردہ بیٹیاں تھے راہ خدا میں دے مکی |
| پھر کہا عابد کوئی بی فاطمہ نے صبر کریں | آؤ بیٹا گاڑ دو مانی میں یہ پیار حسین |
| سکے زین العابدین رو رو کر دوا دی سو کہا | اور نہ سلا کر باپ کا کان گود کے اندر رکھا |
| مالی جب دینے لگے زہرا حسن و مرتضیٰ | تب فرشتوں نے پکارے آسمان پر غل ہوا |
| آٹھ ش عورتیں نے غم چرٹ کر اوپر کیا | فاتحہ کو قبر پر زہرا حسن اور مرتضیٰ |
| دفن کر جب قافہ وہ سوئے جنت چل دیا | لے دیا عابد نے بھی اپنے وطن کا راستہ |
| روضہ احمد پہ پہنچا جس گھڑی وہ قافلہ | تب کسی نے جل کے یہ بیمار صغرا کو کہا |
| فلک اور کس لڑوئی تو بہر کر نہیں | جاشستانی نے خبر آیا ترا بابا حسین |
| سکے یہ باہیں جلدی سر اوپر ڈال ردا | آئی واں صغرا جہاں شاہ باب کا ضمیر کھڑا |
| اکبر نہیں قاسم اور نہ ہے بابا چچا | دیکھنی کیا ہے کہ ہے نیمہ میں اک شاہ اس |
| سوئی سی مسند بھی پر ورد کوئی سرور اور | سنہ لگا تھیں یہ رونا عابد بیمار ہے |
| دیکھ کر یہ حال صغرا دل میں شمع دہ گئی | آہ لگی چھاتی کو جھاتی کے اوروں کہنے لگی |
| میں بہن سدا گئی مجھ سے کہو تم اس گھڑی | باعث نسل سبادت راز وادی ایزوی |
| کس طرح تم آئے ہونا میں بکر باب کا | کون سی منزل میں چھوڑا تم نے ٹھکانا |
| واسطے اللہ سے جلدی کو کچھ ماجرا | آئے گا کس روز تک اس خیر میں بابا تیرا |
| اور یوں کہنے لگی رو رو کے اوزین العبا | تم تو کہتے تھے ملا دوں گا تجھے بابا تیرا |

| | |
|--|---|
| بھائی میں کیا جانوں لوگ تم کو بابا جان | لیکھے پھسلو کلم بابا سے مجھ نادان کو |
| اور لگا چھاتی سے اس بیمار کو کہنے لگے | لیکھے صفرا کے یہ بین بڑے آنسو گر پڑے |
| بابا تو لشکر کو لے کر بل کے ہیں بن میں پڑے | باب کو کیا وجہ تھی ہو جانگو ماں کے گھلے |
| منزل مقصود کو پہنچا تو بابا حسیں | اس کو کیا زیادہ کہوں بہن بیری کب کہیں |
| بھائی صاحب تو مفصل کچھ نہیں دیتے پتہ | کے بھائی سے پھر اپنی ماں سے جا اسے کہا |
| پہنی کفن کس لئے سر آپ کا کیوں کر کھلا | مگر کو بہر خیر انماں جی سارا ماجرا |
| کس طرح روئیں نہ ہم والی ہمارا مر گیا | یا زبولی بٹی تیرا دھیان ہر کس جا لگا |
| ہوش میں آئی تو سپر کرانڈ ماں سے یوں کہا | جب سن بابا کامرناگر پڑی وہ غش میں آ |
| یا زبولی کیا کہوں اب میں انہوں کا ماجرا | ساتھ تھا جو کھیلتا رہ آج بھائی کیا ہوا |
| اصغر معصوم کو ہاتھوں پر فرس کر دیا | راہ حق میں شاہ نے صدمے ہر کیا کیا |
| روئے کر جس کے دہار پر پھر قیامت سی مچی | الغرض یہ سن کے پھر وہ رونے پینے لگی |
| وے دلاسا اس طرح سے پھر انہیں کہنے لگی | اتن سلسلہ اتنے میں ان سب کو گھر میں پہل |
| ہم جے تھر حاضری کھانے کو اس جیتری | اب ہوئی معلوم مجھ کو بات یہ تقدیر کی |
| بولی عابد سے کھالو تم اسے اے بھائی جاں | کہتے جا کر حاضری تیار کرنے کو وہاں |
| تب لگے سب ڈاکہ پڑے رو رو با آہ و فغاں | کھاٹنگی کھانیسے تیرے ہیں جہان تک بیدیاں |
| صبر کا پتھر اٹھا کر اپنی چھاتی پر دھرو | بہیمو خاموش جیسو شور و غوغا مت کرو |
| حاضری کو دیکھ کر صفرا لگی کہنے پکار | بات یہ کہہ کر گرے عابد تو ہو کر بیقرار |
| سن کے یہ بولی یتیم بے پدر با چقم زار | اتنے میں باز پکاری تو بھی کھالے دل نگار |
| یہ زبھی تھی مجھے تم حاضری کھلو اونگی | ہم نے جانا تھا، ہیں تو باب کو بلواؤ گی |
| ساتھ اس کے کرتی تھیں ہاتھیں بیری بیدیاں | بریں یہ کر کے وہ لڑکی تو روئی تھی وہاں |
| دمبہ مال گئے لگ کہتی تھی وہ خستہ جاں | جہدی آگے کر کیا حال صفرا کا بیاں |
| ایک دم بھی پھر نہ دیکھا باب کے دیدار کو | اود کہہ غم بھی نہیں یہ غم ہے مجھ بیمار کو |

مرثیہ ربیان حضرت حر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

| | |
|---|---|
| جب یزدی فوج سے سبزار ہو کر خرچلا | لشکر اسلام میں مشیت سے آکر ملا |
| مگر کے قد ہو چپ کیا یہ عرض اے شاہ ہدائے | اے دل زخراچہ سراغ دو دمان تھنی |
| بیشک لے شبہ تو سنسار کا سلطان آ | آج قدموں پر تری یہی ہر اقر بان ہے |
| خوش نے رو رو کر کہا اے سید عالی تبار | خدمت عاں میں حاضر ہے یا ب تقصیر وار |
| اہل بیت مصطفیٰ پر ظلم کر ہوں شرمسار | ہوں بہت لاچار کیوں بخشے گا جھوکر دگار |
| حشر کے میدان میں نزدیک غالی جا دیگے | کیا رسول پاک کو اس وقت سے دکھلاویگے |
| ہاتھ پھیرا خرد کے سر پر تب وہاں مرتضیٰ | اور محبت سے لگے کہنے یہ جفا سے سکا |
| اب ہمارے ساتھ ہے تقصیر تو جو کچھ کیا | سب خطائیں تیری بخشیں تجھ سے نہیں راضی ہوا |
| خوف سے نور دو محشر کے تو بے یار ہو | وہمنوں تو جنگ کرنے کو بل بجالا کر |
| اس گھڑی بازار ہے دیکھو شہادت کا بھرا | نقد جاں دے کر خرید اراں کھڑی ہیں جا بجا |
| سب ملک انورے تماشے کو ہیں ار حکم خدا | باندھ کے ہمت شہادت کی سدا لیکے جا |
| جب سنائی یہ شہادت شہدے کو پیکار | شہر خوشی سے لعروۃ اللہ گہرا کر |
| پھر کہا شہ نے اگر س حکم پاؤں میں زماں | سب سے پہلے موزوں تو میں تو تھا بیگماں |
| کو فیوں کے خون کا کردوں بھی دریا رواں | شامیوں کے انگڑائی شمشیر سے کاٹوں سراں |
| شہ نسبت اب کو کہا تیری ہی شایان ہو | آج تجھ کو صبر بہتر ہے کہ تو وہاں ہے |
| تب کہا رو رو کے خرد نے اے شہر دوسرا | آپ کی جانب سے اول سب سے میں ہو گا فدا |
| اور عداوت سے اول آپ سے میں نے کیا | واسطے اسکے بہت ہی رومے گایہ دل مرا |
| اس لئے امید ہے مگر حکم شہ سے پاؤں لگا | سب سے اول میں شہادت یاں سے پاؤں لگا |

| | |
|--|---|
| الغرض ٹرنے بعد ہوشاہر لیکر رضا ہل میں ڈالے ہیں ہزاروں ہویوں کے سہارا | کھینچ کر میدان میں تلوار آ یا شیر سا دشمنوں کے خون سے میدان میں دریا بہا |
| اس طرح سولہ ہزار سیکڑوں میدانیں قتل کر دشمن ہزاروں پاس شہر کچھ گیا | مار کر پامال سب کو کر دیا اک آن میں جو دھڑکتوں کو رو کر عرصوں کرنے لگا |
| اس شہر کون و مکان و والی ہر دوسرا شام نے فرمایا جمع سے دل ہر راضی ہوا | کھتر بن بندہ سے راضی اب ہوا بدلی ترا محل ب جنت میں تیری واسطے تیار ہوا |
| یہ بشارت کے سخن جب شام نے اس سے کہے آنکھ میدان میں مارا اس نے اپنے ہاتھ سے | پھر زبان کا ہوا ہے شوق اسکے دل سے سیکڑوں ہمارے تپ گھبرا کے لاگے بھاگنے |
| آخر ہزار ہا کوئیوں کو اس طرح سے اس گڑھی چو طرف سے آئے اتنے میں پیادہ اور سوار | تھر تھرائی اڑا اور ڈوب گھر بن و پری گھیر ان سب نے لیا حشر کے پیش بس ایک بار |
| اور چلانے لگے تلوار اور سیخ ونگی مار آکے ایک سرور دے نیزہ چلا یار و تر | زخم کھانکھانکے لگے کھٹے تپیں وہ جاں نثار وار جس کا ہو گیا سینہ کے اندر کارگر |
| شہر نے اپنی گود میں رکھا اس کے سر کو جب آنکھ کھولی حشر نے اور کہنے لگایاں باادب | گر چہ چہرے سے اس کی آپ نے جہاڑی کو صب اس غلام کھتر میں کرم ہو کر خوشنور اب |
| اب کہا شہر نے خوش تھے مراد جان ہے الغرض حشر نے کیا آل نبی ہر سر فدا | اور راضی تھے سب بس خالق رحمن سے روح پر اس کی الہی بھیج تو رحمت سدا |
| بخشش تو سب کو خدا یا بہر شاہ کر بلا بس کراسے داؤد تو ان کے غلاموں کا غلام | مشکلیں آسان تو سب کرا ز غنیل مصطفیٰ بھیج بروح محمد صد درود و صلہ سلام |



کبوتر نامہ

آگے بڑنے کی جا ہے کیا کہوں میں ماجرا
سبایہ حبسین کے جد و ابا کا اٹھ گیا
جب حسن پر ظالموں نے یہ کئے جو رجھا
زہر کا پیالہ پلایا ان کو ازراہ دغا

آخر اس نے سلطنت کے جہ کے دھوئیں سے
پڑزہ مکر ڈالے جسگر کو ریزہ الماس سے

رہ گیا پھر تو اکیلا لال زہر کا حسین
ہوئے یس جس گھڑی گھڑی چلا رہا حسین
کربلا میں جا کے جس دم موسیٰ کا حسین
تین دن اس شہت میں بھوکا رہا حسین

ہوئے دن جو کچھ کیا ظالم نے کینہ دئے
توڑا وہ ہر نبوت کا نگینہ دئے

جس گھڑی وہ لعل سنگ ظلم سے توڑ گیا
یعنی اس کے طعن اذک کا اور پھر چلا
اک کبوتر لوٹ کے ان کے گھوٹ سے اڑا
جہاں کے گنبد پر رسول اللہ کے کئے لگا

یا محمد کربلا میں لوٹا بے چارہ گیا
آپ کا پیارا نواسا سجدے میں مارا گیا

تم جہاں لیتے تھے بوسہ از حبیب کردگار
اس جگہ ظالم نے پیرا پھر زہر آبدار
یہ وہی خوں ہے سر سے دونوں پر لپڑا
وہ پرندہ یوں زباں قدرت سے کہہ آبدار

پھر جھٹک لو ہو بھرے اس نے وہاں پناہ کی
تھر تھرائے لگ گئی تربت رسول اللہ کی

جب نواسے کا ٹھونانا کی تربت پر گرنا
تھر تھرائی قبر اور گنبد جو تھابت کا نہ انشا
وہ کبوتر جا کے واں بر تربت خیر النساء
قبر پر ماں کی لہو اس پیاسے بیٹے کا انکا

بولا بی بی تیرے بیٹے کی نشانی لایا ہوں

دیکھ لو یہ خون ناحق کی نشانی لایا ہوں

واں سے پھر جا کر حسن کی قبر پر وہ جانور
بولا حضرت لیجئے اب اپڑمبانی کی خبر
کر بلا میں کاٹ ڈالا ظالموں نے اسکا سر
وہ یہ کہتا تھا یزیدوں سے لو ہو پکا کے یہ قبر

گرتے ہی خون سنگ لوح سارا اہل گیب
چاک تربت ہو گئی لہو سے لہو پسر مل گیا

اس طرح کوساری قبریں تھر تھرائیں ایکبار
اور اٹھا قبروں کو بھی روئے کاغل برا اختیار
تب کسی نے جا کے صغرا سے کہا یہ آہ مار
بی بی روضہ میں تھی کے ہر عجب شور و پکار

اے کیونامہ خون میں واں تھر تھرا انا پھر تارے
اپنے پر سے خون قبروں میں لگاتا پھر تارے

جب سن آیا ہے وہاں جانور لہو پسر
کا پتی ہے قبر ساری روئے کی آئی صدا
ہائے تب سنئے ہی صغرا کا کلیہ پھٹ گیا
بولی لوگو باپ کا سر سے میرے سایہ چلا

کیا سب سے زلزلہ قبروں میں ہے اور شور و شین
جا کے سوئے کر بلا مارے گئے بابا حسین

کوئی تھی جا کوئی کے روضہ پر دل کباب
اس پرندے سے لگی کرنے وہ در و در خطاب
یہ لہو کس کا لگا ہے کا بتا مجھ کو شتاب
قدرت حق سے وہ بولا ہو کے با چشم پر آب

بولا صغرا اٹھ گیا اقبال تجھ نادان کا
یہ لہو ہے گا پروں پر تیرے بابا جان کا

ہر قسم کے قاعدے، پارے، قرآن مجید، حمائیں، پنجسورہ وغیرہ
ملنے کا پتہ

۴۲۲ مٹیا محل
سرانج پبلی کیشنز جامع مسجد دہلی ۶

نہخت حسینؑ

مشہور ہے یہ منہخت حضرت حسینؑ کی
 حیدر کے نور عین کی زہرا کے چین کی
 کر بل چلے جو آپ شہادت کے واسطے پہنچے نبی کی قبر پر نہخت کے واسطے
 اللہ سے حسینؑ سے الفت رسولؐ کی جنبش میں آگئی وہیں تربت رسولؐ کی
 سرکار دو جہاں سے اجازت بول گئی پہنچے مزار فاطمہؑ زہراؑ پر سیدی
 ہوش و خرد کا آنکھ سے پردہ جو کھو گیا
 چہرہ بتولؑ پاک کا آنکھوں میں پھر گیا
 الفت نے جس گہری کیا فزوت کا ناتھ کہنے لگیں حسینؑ سے یہ نبی فاطمہؑ
 کہتے ہیں لوگ تم کو نواسہ رسولؐ کا حیدر کا لاڈ لا تو چہیت رسولؐ کا
 نخبہ گلے چس گہری قاتل کا ہواں کرنا نہ میکر لال شکایت کا تم گماں
 ہوتے ہی تھے ابھی یہ الفت سے حسینؑ کو
 اسنے میں ہوش آ گیا پیارے حسینؑ کو
 آتے ہی اپنے ہوش میں سرور مشرقین
 روتے ہوئے وہاں سے بھی نہخت ہوئے حسینؑ
 القصد پہنچے جس گہری قبر حسینؑ کے پاس تھو گیا جگر تو بکرا لے لگے حواس
 آیا یہاں بھی آپ کو منظر دی نظر گویا حسینؑ یہ کہتے ہیں لب انکے چوم کر
 قربان جائے تم پر مری جان و دل حسینؑ اک بازوئے علیؑ ہو تو اک فرد پنجین

نمبر
قبر

اختیار
پکار

صد
چلا

خطاب
پرب

برہ

ہر شخص جانتا ہے بھلا کیا نہیں ہو تم
 کرب و بلا کی راہ میں تنہا نہیں ہو تم
 ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں بی بی بول بھی لکھتے خدا بھی اور دعائے رسول بھی
 ہر وقت یاد رکھنا نصیحت بولنے کی دوزخ سے چھوٹ جائے گی امت رسول کی
 جاؤ خدا کو سوچو، یا میں نے تم کو آج بس اب تمہارے ہاتھ ہے شیر خدا کی لٹ
 جب بھائی ہے بھی رسم اجازت نہا کی
 تو عسم زوہ امام نے کریم کی راہ لی
 پیچھے جو کر بلا تو شہنشاہ مشرقین مولا کا نام لے کے دیں ڈٹ گئے حسین
 دودن بھی پھین سے نہ گزراے ام نے افسوس آگے ٹھیر لیا فوج شام نے
 کچھ نابکار جس گھڑی بے جان ہو گئے تو حسد علیؑ کے لال پہ تشریف ہو گئے
 دیکھتے جو حسد کی لاش کو پیاسے ام نے
 بڑھ کر گئے کو چوم لیا تشریف کام نے
 پھر اس کے بعد خون و محسوس بھی مل بے ابر علیؑ سے تو جواں سید بھی مل بے
 عباسؑ کے بھی نہسہ پہ بازو قلم ہوئے قائم بھی ہائے راہی باغ ازم ہوئے
 قاتل کو جسم آیا نہ اک بے زبان پر
 ظالم کا تیسرے میں گیا نمنی سسی جان پر
 کیا حق ادا کیا ہے محمدؐ کی آل نے سجدے میں سر کٹ دیا زہراؑ کے لال نے
 شہید نے رسولؐ کا دل شاہ کر دیا دوزخ سے اہل دین کو آزاد کر دیا
 انوس کھلا سنے گی نہ دنیا یہ مرثیہ
 زندہ رہے گا نام ہمیشہ حسینؑ کا

ختم شد